اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

نگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

گرامی منزلت!
جمعیۃ علماءِ اسلام کے
مجاہدو! اپنے اسلاف
کی تابندہ و تاریخ ساز
روایات کے مطابق
میں اُمید کرتا ہوں
کہ آپ نظامِ شریعت
کانفرنس میں شرکت
کی تیاریوں میں مصروف
ہونگے۔

مولانا مفتی محمود

تاثرات ○ احساسات ○ پیغامات

کیا سندھ میں امن ہے؟

اپیل بخدمت اقدس قائدِ جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب

محترم ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ
گذارش ہے کہ ہم آپ کی وساطت سے محترم مفتی صاحب کی خدمت میں اپنی حالت زار عرض کرتے ہیں۔ ہماری اندوہناک داستان کے ایک ایک لفظ کی ذمہ داری ہم پر ہے۔

اب سے تقریباً دو سال قبل میری بھتیجی پیپلز پارٹی کے غنڈوں نے جبراً اغوا کر لی تھی۔ اس کے بعد ہم نے رپورٹ درج کرانے کی کوشش کی، مگر گھوٹکی کی متعلقہ پولیس نے رپورٹ درج کرنے سے انکار کر دیا۔ بعد ازاں ہم نے سابق وزیر اعلیٰ ممتاز علی بھٹو کے پولیٹیکل سیکرٹری قاضی عبدالقادر سے حکم تحریر کرا کے ڈی آئی جی سکھر کو دیا۔ موصوف نے متعلقہ تھانہ کو آرڈر کر دیا مگر متعلقہ پولیس تھانہ کے انچارج نے درخواست لے کر پھینک دی اور عملدرآمد سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ہم سیکرٹری پولیس سندھ کا آرڈر لیکر سکھر ڈی آئی جی کے پاس آئے اس نے متعلقہ تھانہ کو تحریر کیا مگر پولیس نے کوئی قدم نہ اٹھایا۔ ہم پھر ہوم سیکرٹری سندھ پولیس محمد خان جونیجو کا آرڈر لے کر ڈی۔ آئی۔ جی کے پاس گئے۔ انہوں نے متعلقہ تھانہ کو لکھا مگر متعلقہ پولیس نے شنوائی اور فریادرسی کی بجائے ہمیں سخت سست کہا اور زدوکوب کیا۔

غضب بالائے غضب یہ کہ مغویہ لڑکی کا نکاح زبردستی پڑھا دیا گیا جب کہ پہلے سے وہ منکوحہ تھی اور ہم چیخ چلا کر رہ گئے۔ یہ میں نے صرف ایک واقعہ ذکر کیا ہے۔ ورنہ سندھ میں اسی قسم کی غنڈہ گردی روا رکھی جارہی ہے۔ ہمارے سیکڑوں بھائی جیلوں میں سڑ رہے ہیں مگر کوئی نہیں سنتا۔ خصوصاً مخالف جماعتوں کے اراکین سے اس قسم کا بہیمانہ سلوک روا رکھا جاتا ہے۔

ہماری اس روداد غم کا علم اوباڑہ کے ایم۔ پی۔ اے جام منیر احمد کو بھی ہے۔ انہوں نے فیصلہ بھی ہمارے حق میں کیا، مگر غنڈہ عناصر ان کے قابو میں نہ آسکے۔

کھلی کچہریوں کے موقع پر ہم نے کئی بار وزیر اعظم سے ملنے کی کوشش کی جہاں جہاں کھلی کچہری کا اعلان ہوا ہم نے ہر قسم کی ذلت برداشت کر کے بھٹو صاحب کو اپنی داستانِ الم سنانی چاہی مگر پولیس نے ڈنڈے مار مار کر ہمیں بھگا دیا۔

محترم مفتی صاحب اب ہم آخری سہارے کے طور پر آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں اس ذلت و رسوائی سے بچائیں۔ اور ہماری اس مصیبت میں مدد فرمائیں۔

عبیدالرحمٰن شاکر لیاقت آباد کراچی
مدرسہ عربیہ جامعۃ العلوم۔ کراچی

محترم اکرام القادری صاحب
السلام علیکم کے بعد گزارش ہے کہ ترجمان کے چند شمارے نظر سے گذرے۔ دلی سرور حاصل ہوا دعاگو ہوں کہ خداوند کریم آپ کو مزید خیر کثیر کی توفیق نصیب فرمائے۔ آپ ایسے نوجوانوں کی جدوجہد سے غیور مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو چکے ہیں خصوصاً جنوبی وزیرستان کے تمام غیور مسلمان جمعیۃ کے ساتھ بے پناہ محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے ایک اشارے پر ہر قسم کی قربانیوں کے لیے سیف بکف تیار کھڑے ہیں

فقط والسلام
حافظ عبدالوارث جنوبی وزیرستان۔

تلاش گمشدگی

محترمی! السلام علیکم آپ کی وساطت سے ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے ۱۴؍ اگست ۱۹۴۷ء میں "محترمہ جمہوریت بیگم" بمعہ اپنی ہمشیرہ "محترمہ خیریت بیگم" بمراہی اپنے برادرِ خورد "خان امن خان" واہگہ سرحد سے "دین محمدی" کی سرپرستی میں پاکستان داخل ہوتی دیکھی گئی تھیں۔ لیکن اس کے بعد آج تک اس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ اس کے والد "خیر دین" موت اور زندگی کی کشمکش مبتلا ہیں۔ اگر کسی کو "جمہوریت بیگم" ملے یا اس کا علم ہو تو مہربانی فرما کر اپنے علاقہ کے زیر عتاب "ایم۔ این۔ اے" یا "ایم۔ پی۔ اے" کو اطلاع دیں اگر یہ اطلاع "جمہوریت بیگم" خود پڑھیں تو سیدھی گھر آجائیں۔ انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔

المشتہرین:
چوہدری بشیر احمد خاور ایڈووکیٹ، خالد محمود قریشی جمعیۃ طلباء اسلام خانیوال

نیشنل عوامی پارٹی اور سپریم کورٹ

ماہِ رواں میں اب تک ملک کے اندر انتہائی غیر معمولی نوعیت کے واقعات و حالات رُونما ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور آیندہ یعنی مستقبل قریب میں بھی اس نوع کی محشر خیز تبدیلیوں کے امکانات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ حالات کا اور چھور اور محترم وزیر اعظم کے بیانات کا تسلسل کچھ ایسی ہی غمازی کرتا ہے۔ پشاور یونیورسٹی میں بم کے ہولناک دھماکے سے شیر پاؤ کا قتل، نیشنل عوامی پارٹی کے مرکزی و صوبائی رہنماؤں سے لے کر عام کارکنوں تک کی اندھا دُھند گرفتاریاں، نیشنل عوامی پارٹی کو یک قلم کالعدم قرار دے دینا، صوبہ سرحد حکومت کی برطرفی، اسمبلی کا تعطل، صوبہ میں گورنر راج کا قیام، ملک گیر سطح پر یونیورسٹیوں، کالجوں اور دینی مدارس میں پولیس کے چھاپے۔ بھاری مقدار میں ناجائز اسلحہ کی برآمد اور وسیع پیمانے پر طلبا کی گرفتاریاں سلسلہ وار رونما ہوتے ہیں۔

ملک سے باہر بھی بعض دھماکہ خیز قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں جن واقعات کا براہ راست پاکستان سے تعلق ہے وہ پاکستان کو امریکی اسلحہ کی بحالی اور کشمیر کے بارے میں اندرا عبداللہ گٹھ جوڑ ہے۔ جہاں تک شیر پاؤ کے قتل، نیپ رہنماؤں کی گرفتاریوں، نیپ پر اچانک پابندی اور ملک گیر سطح پر دانشگاہوں سے ناجائز اسلحہ کی برآمد کا تعلق ہے تو وہ ہر دردمند اور باشعور شخص کے لیے چیستان اور معمہ سے کم نہیں۔ ارباب اختیار نے ان تمام واقعات کو کچھ اس طرح سے گڈمڈ اور خلط ملط کر دیا ہے کہ کسی کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا۔ گو ممکن ہے ایک حد تک اس تکنیک سے ارباب اختیار اپنے مخفی عزائم کی تکمیل میں کامیاب ہو جائیں، مگر کچھ پتہ نہیں چلتا کہ ہمارے ملک کی کشتی کو گرداب سے نکالنے کے دعویدار کرنا کیا چاہتے ہیں اور کر کیا رہے ہیں؟ کہنا کیا چاہتے ہیں اور کہہ کیا رہے ہیں؟

ولی خان اور ان کے ساتھیوں کی گرفتاریوں اور نیپ کو کالعدم قرار دینے کے سلسلے میں ابھی تک حکومت کی طرف سے کوئی واضح موقف سامنے نہیں آسکا۔ بلکہ نیپ کو توڑنے کے سلسلے میں محترم وزیر اعظم سے لے کر مردِ آہن خان عبدالقیوم خان تک مختلف واقعات کی کڑیاں ملا کر اس غیر معمولی اقدام کے لیے سندِ جواز مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کبھی بم کے ملک گیر دھماکوں کو نیپ کی طرف منسوب کر کے نیپ کو غدار قرار دیا جا رہا ہے، تو کبھی شیر پاؤ کے دردناک قتل کو۔ کبھی افغانستان کے پروپیگنڈے کو نیپ کی ملک دشمنی پر محمول کیا جا رہا ہے، تو کبھی یونیورسٹیوں، کالجوں اور دینی مدارس سے اسلحہ کی برآمد کو۔ بعض منطقی طریقوں سے بھی نیپ کو غدار ثابت کرنے کی سعی مشکورہ کی جا رہی ہے جس میں چونکہ اور چنانچہ کو زیادہ دخل ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ چونکہ "نیپ" کے سربراہ خان عبدالولی خان کے والد خان عبدالغفار خان نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ چنانچہ باچا خان کے بیٹے عبدالولی خان کی جماعت نے ابھی تک پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ چونکہ نیپ نے دل سے پاکستان کو تسلیم نہیں کیا لہٰذا نیپ ملک دشمن ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

ارباب اقتدار کی طرف سے یہ بات بھی بڑے شد و مد کے ساتھ کہی جا رہی ہے کہ نیپ کی غداری

ہفت روزہ
ترجمان اسلام

جلد نمبر ۱۸ - شمارہ نمبر ۹
جمعۃ المبارک ۲۸ فروری ۱۶ صفر

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلسِ ادارت
ڈاکٹر احمد حسین کمال
مولانا سعید احمد رائے پوری
سیّد مطلوب علی زیدی
عُمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ — ۳۸ روپے
ششماہی — ۱۹ روپے
سہ ماہی — ۹/۵۰

فی پرچہ
۷۵ پیسے

پرنٹر پبلشر [illegible] پریس میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے [illegible] سے شائع کیا

کا فیصلہ سپریم کورٹ سے کرایا جائے گا، بلکہ خود محترم وزیر اعظم نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی حکومت تکرار کے ساتھ کہہ رہی ہے کہ اپوزیشن کو سپریم کورٹ کا فیصلہ تسلیم کرنا ہوگا۔ محترم پیرزادہ صاحب تو اس مہم میں اس حد تک آگے نکل گئے ہیں کہ فرمانے لگے: "اگر کسی نے سپریم کورٹ کے فیصلے سے سرتابی کی تو حوالہ دار کیا جا سکتا ہے، وہ گردن زدنی و کشتنی ٹھہرے گا"۔ جب کہ اپوزیشن کی طرف سے سپریم کورٹ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنے کے سلسلے میں کوئی بات نہیں کہی گئی۔

ہاں اپوزیشن نے یہ اصولی بات ضرور کہی ہے کہ جن لوگوں پر غداری کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ انہیں صفائی کا موقع ملنا چاہیے، انہیں جیلوں میں بند کر کے سپریم کورٹ کے فیصلہ کا قبل از وقت واویلا کرنا غیر جمہوری و غیر اصولی فعل ہے۔ اس پر یہ شور مچایا جائے کہ اپوزیشن نے سپریم کورٹ کی توہین کی ہے، اپوزیشن نے سپریم کورٹ کے فیصلہ سے انکار کیا ہے۔ کہاں تک درست ہے۔ قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود صاحب نے واضح طور پر کہا ہے کہ "جن لوگوں پر غداری کے الزام میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ انہیں جیلوں سے باہر لا کر صفائی کا موقع دیا جائے۔ ہم سپریم کورٹ کا احترام کرتے ہیں" آخر الزام تراشیوں کے سہارے ارباب اختیار کب تک جئیں گے۔ اس قسم کی مذبوحی حرکتوں سے کب تک عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جائے گی۔

جہاں تک "معافی خان" کا تعلق ہے تو وہ مرفوع القلم ہیں۔ وہ ہر دور میں اس قسم کی پھلجھڑیاں چھوڑتا اور انار چلاتے رہے ہیں۔ نیپ دشمنی اس مضبوط مرکز کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے۔ عادت جب پختہ ہو جائے تو چھٹنا محال ہے۔ انہوں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک جینا ہے اقتدار کے سائے میں جینا ہے۔ ہر دور میں اپوزیشن دشمنی اور اقتدار دوستی ان کا طرۂ امتیاز رہی ہے۔ رہا نیپ دشمنی کا معاملہ تو یہ اوّل دن سے اس مرض میں مبتلا ہیں۔ نیپ دشمنی کے معاملے میں کوئی شخص ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ بعض جدید قسم کے بارلیش اقتدار دوست چاہے تمام اپوزیشن کو ہی کیوں نہ غدار کہہ دیں۔ معافی خان کا لگا نہیں کھا سکتے۔

قیوم خان نیپ اور سپریم کورٹ کو موضوعِ بحث بنا کر جو کچھ کر رہے ہیں ملک کی مقتدر ترین عدالت کی توہین کے مترادف ہے۔ اس قسم کے دھمکی آمیز بیانات سے سپریم کورٹ کے بارے میں شکوک و شبہات کو ہوا ملتی ہے۔ اگر واقعی حکومت دیانت داری سے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتی ہے تو قیوم خان کو ژاژ خائی سے باز رکھے۔ نیپ کے گرفتار رہنماؤں کو فوراً رہا کرے۔ صفائی کا موقع دے۔ ریڈیو ٹی۔ وی کو جو خدمات سپرد کی ہوئی ہیں وہ بھی فضا کو مسموم کر رہی ہیں۔ کم از کم سپریم کورٹ کے فیصلہ تک یہ مہم روک دی جائے۔ مقدمہ کھلی عدالت میں چلایا جائے۔ تاکہ روز روز کی لے دے کھٹ کھٹ ختم ہو اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

اندرا عبداللہ گٹھ جوڑ
اور کشمیریوں کی ہڑتال

شیخ عبداللہ نے اپنے بیس سالہ موقف، دعووں اور قربانیوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے عمر کے آخری حصہ میں بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی سے کشمیریوں کی قسمت کا سودا چکا لیا ہے۔ ایک طویل عرصہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے اور کشمیریوں کے حق خود ارادیت کا غلغلہ بلند کرنے کے بعد شیخ صاحب نہرو کی بیٹی کے دام ہمرنگ زمین میں آگئے۔

ہمارے نزدیک شیخ عبداللہ کا یہ جرم قابلِ مذمت اور تشویش ناک ہے۔ کاش شیخ صاحب عمر کے اس حصے میں یہ کمائی نہ کرتے۔

لیکن ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ اندرا عبداللہ گٹھ جوڑ کو ناکام بنانے کے لیے پاکستان کی عوامی حکومت کو جو کچھ کرنا چاہیے تھا وہ اس نے تادم تحریر نہیں کیا۔ پاکستان نے اب تک نہ تو بھارت سے باضابطہ احتجاج ہی کیا ہے اور نہ ہی اقوام متحدہ کو اس کی قرار دادیں یاد دلائیں جب کہ ماضی میں ہر سال اقوام متحدہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر پاکستان مسئلہ کشمیر پیش کیا کرتا تھا۔ جہاں تک ریڈیو اور ٹی۔ وی کے ذریعہ عالمی سطح پر رائے عامہ کو ہموار کرنے کا تعلق ہے تو انہیں اپوزیشن کے خلاف پروپیگنڈے کی مستقل خدمت سپرد ہے۔ ریڈیو اور ٹی۔ وی شب و روز اس کارِ خیر میں لگے ہوتے ہیں۔ ان کا موضوع ولی خان کی غداری اور اپوزیشن کی ملک دشمنی ہے اور بس۔

ملک کے بہی خواہ اس صورت حال پر مضطرب اور مشوش ہیں، مگر ان کے لیے دل مسوس کر رہ جانے کے سوا چارۂ کار ہی کیا ہے۔ رہے اپوزیشن رہنما تو وہ واویلا کرتے رہتے ہیں، مگر ان کی سنے کون۔؟

محترم وزیر اعظم نے اب تک جو کچھ کیا ہے وہ یہ ہے کہ کشمیریوں کو ہڑتال کرنی چاہیے جس میں ابھی تک انہوں نے تاریخ کا تعین نہیں فرمایا۔ اس سلسلے میں محترم وزیر اعظم ٹھنڈے دل و دماغ سے حالات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ مناسب وقت پر وہ اچانک ہڑتال کا اعلان کریں گے جیسا کہ وہ اکثر اس قسم کے موقع پر کیا کرتے ہیں۔ وہ مناسب وقت کونسا ہوگا؟ جب سابقہ شیر کشمیر مسندِ اقتدار پر متمکن ہو کر کشمیر کا تمام تر کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیں گے اور ہندوستانی فوج کی سنگینوں کے سائے میں وزارت علیا کا قلمدان سنبھال لیں گے ——

نورُ الحق قُریشی

وزیر اعظم بھٹو کے امریکی دَورے اور اُس کے مضمرات

سقوط مشرقی پاکستان ◎ ولی خان پر قاتلانہ حملے اور گرفتاری ◎ نیپ پر پابندی ◎ شیرپاؤ کا قتل

وزیر اعظم بھٹو تین سال میں تین مرتبہ امریکہ یاترا کر چکے ہیں۔ آپ جب بھی امریکہ تشریف لے گئے آپ کی واپسی سے قبل کوئی نہ کوئی دھماکہ ضرور ہوا۔ مَیں قارئین کی خدمت میں واقعات رکھوں گا جن کے پس منظر اور تہہ منظر کو سامنے رکھتے ہوئے یقیناً قارئین اس نتیجے پر پہونچ جائیں گے جس پر مجھ ایسا کارکن پہونچا ہے۔

خدا جانے آپ اس بات کو تسلیم کریں یا نہ کریں، لیکن ہے یہ حقیقت کہ جب بھی محترم بھٹو صاحب امریکہ جاتے ہیں مجھے کھٹکا سا لگنے لگتا ہے۔ میرا دل گواہی دینے لگتا ہے کہ اب ضرور کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔ اس مرتبہ بھی مجھ پر کچھ اسی قسم کی کیفیت طاری رہی، کیوں کہ ان کے سابقہ دو دوروں کی رُوداد میرے سامنے تھی، لیکن اس خیال کو وہم کا نام دے کر جھٹک دیتا رہا۔ مَیں نے اپنے بعض دوستوں سے بھی اس قسم کے موہوم خیالات کا ذکر کیا، مگر انہوں نے اسے کوئی خاص اہمیّت نہ دی، مگر ہوا وہی جس کا ڈر تھا۔ یعنی ان کی تشریف آوری سے قبل ہی کچھ ہو گیا اور جو کچھ ہوا بہت ہی بُرا ہوا۔

مجھے اس سے کبھی سروکار نہیں رہا کہ مسٹر بھٹو امریکہ سے کتنا اور کس قدر اسلحہ لے کر آئیں گے یا خالی ہاتھ آئیں گے۔ محض اسلحہ لانا یہ نہ لانا میرے نزدیک کامیابی نہیں۔ مَیں اسے ثانوی حیثیت دیتا ہوں۔ محض اسلحہ کی دوڑ کو کامیابی اور ناکامیابی سے وہی لوگ تعبیر کرتے ہیں جن کی نگاہیں سطحی اور محدود ہیں۔

فرض کیا مسٹر بھٹو امریکہ سے اسلحہ لانے میں کامیاب ہو جاتے تو کیا ہوتا۔ مشرقی پاکستان واپس لے لیا جاتا؟ یا کشمیر فتح کر لیا جاتا؟ یا ہندوستان زیر ہو جاتا۔ کیا شملہ معاہدہ اس سلسلے میں دامن گیر نہ ہوتا۔ پھر کیا امریکہ ہمیں اسلحہ دینے کے بعد بھارت کو ہم سے کئی گنا اسلحہ نہ دیگا؟ کیا امریکہ اس قسم کی ضمانت دے سکتا ہے؟ جب کہ امریکہ کا سابقہ کردار ایک کھلی کتاب کی طرح سامنے ہے کہ آپ کے ساتھ فوجی معاہدے کے باوجود آپ کو اسلحہ نہیں دیا اور اگر دیا تو ناقابل استعمال اور ناکارہ دیا۔ اس کے مقابلے میں بھارت کو جدید اسلحہ سے لیس کر دیا۔

اس کے علاوہ بھارت کا روس کے ساتھ فوجی معاہدہ ہے جس کی رُو سے روس بھارت کو اس کی ضرورت کے مطابق اسلحہ دینے کا پابند ہے۔

پاکستان کا کسی ملک سے فوجی معاہدہ نہیں ہے۔ لہٰذا پاکستان اپنی ضرورت کے مطابق اسلحہ فراہم نہیں کر سکتا۔

بہرحال مجھے اس بات سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے کہ بھٹو صاحب امریکہ سے اسلحہ لے کر آتے ہیں یا خالی ہاتھ اور اگر لاتے ہیں تو وہ پاکستان کے اندر اپنے مخالفوں کو کچلنے کے لیے استعمال کریں گے یا بھارت افغانستان وغیرہ سے لڑیں گے؟ اور اگر لڑیں گے تو کیوں؟ کس مقصد کے لیے اور اس کے نتائج کیا ہوں گے؟ پھر اس سلسلے کی سب سے اوّل اور بنیادی بات جو لڑنے سے پہلے سوچی جاتی ہے وہ یہ کہ کیا بھٹو صاحب نے قوم کو کسی ملک کے خلاف مکمل طور پر تیار کر لیا ہے۔ کیا قوم اعتماد میں لی جا چکی ہے؟ کیا پوری قوم مسٹر بھٹو کے ساتھ ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ محترم وزیر اعظم قوم کی توجہ داخلی مسائل سے ہٹانے کے لیے سرحدوں پر معمولی جھڑپیں شروع کرا کر مجاہدِ اسلام بننا تو نہیں چاہ رہے۔ کیونکہ اس سے قبل وہ محافظ ختم نبوت کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں، مگر افسوس کہ قوم نے آں محترم کو حسبِ توقع خراج عقیدت پیش نہیں کیا۔ پنجاب کا عمومی ذہن چونکہ اینٹی انڈیا ہے اس لیے شاید وہ اب یہ گُر آزمانا چاہتے ہوں۔ میرے ناقص خیال میں خدا نہ کرے کہ وہ کوئی ایسی غلطی کر بیٹھیں کہ اس سے بجائے فائدے کے گھاٹے میں رہیں گے۔ کیونکہ قوم تین سال سے متواتر ان کے کرتب دیکھ رہی ہے۔

قارئین کو یاد ہو گا کہ جب پہلی بار یحییٰ خان کے آخری ایّام میں بحیثیت نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ مسٹر بھٹو پاکستانی کاز کے لیے امریکہ تشریف لے گئے تو وہاں انہیں شدید نزلہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے کافی دن رکنا پڑا۔ اس بات کا علم بھی آج تک کسی کو نہ ہو سکا کہ روس اور پولینڈ کی مشترکہ قرارداد جنگ بندی کو کیونکر پھاڑ اگیا اور پاکستانی وفد نے کیوں واک آوٹ کیا تھا؟ لیکن یہ کسی سے مخفی نہیں کہ جب مسٹر بھٹو امریکہ تشریف لے گئے تو پاکستان ایک تھا اور وہ اس کے نائب وزیر اعظم و وزیر خارجہ تھے۔ جب واپس آئے تو پاکستان دو لخت ہو چکا

تھا اور وہ اس کے چیف مارشل لا - ایڈمنسٹریٹر اور صدر پاکستان ، پرانے پاکستان کے نہیں نئے پاکستان کے - یہ پہلے امریکی دورے کی برکت تھی جو ملک کے حصہ میں آئی اور اس کے بعد محترم بھٹو نئے پاکستان کے قائد عوام کی حیثیت سے عوام کی خدمت میں مصروف ہو گئے -

لیکن باقی ماندہ نئے پاکستان میں کچھ ایسے ٹیڑھے سیاست دان موجود تھے جن سے مسٹر بھٹو کو نبرد آزما ہونا پڑا ، مگر یہ سب ان کے خیال میں شیخ مجیب سے زیادہ طاقت ور نہیں تھے اس لیے انہوں نے پریم کا پتہ پھینکا اور نیپ پر سے یحییٰ خانی پابندی ہٹا کر ولی خان کا دل موہ لینا چاہا - بات آگے تک گئی اور مسٹر بھٹو نے "کمال شفقت و مہربانی" سے جمعیۃ اور نیپ کو دو صوبوں میں حکومتیں عنایت فرما دیں - اس کا منطقی نتیجہ وہی ہونا چاہیے تھا جو مسٹر بھٹو ایسے "زیرک" انسان نے سوچ رکھا تھا کہ جمعیۃ اور نیپ ان عنایات خسروانہ کی وجہ سے مسٹر بھٹو کے دام ہمرنگ زمیں میں آجائیں گی اور بھٹو کو محسن اور کرم فرما سمجھا جائے گا ، مگر افسوس کہ محترم بھٹو صاحب کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی ، بلکہ اس کے برعکس مفتی محمود اور ولی خان سرحد و بلوچستان میں حکومت سازی کو بھٹو صاحب کا دیا ہوا عطیہ سمجھنے کی بجائے اپنا حق خیال کرنے لگے - اس پر بھٹو صاحب نے نہایت ہی تحمل سے کام لیتے ہوئے ایک اور ترپ چال چلی - وہ یہ کہ جمعیۃ اور نیپ کو مرکز میں وزارتیں دینے کی پیش کش کر دی ، مگر یہ لوگ بوجوہ شامل مرکز نہ ہوئے اور یہ تحفہ جاں فزا شکریے کے ساتھ واپس کر دیا - بالآخر بادل نخواستہ مضبوط مرکز کے حامی "مرد آہن" کی خدمات حاصل کرنا پڑیں ، مگر یہ گرگ صد سالہ کچھ زیادہ مفید مطلب ثابت نہ ہوا - اس مضبوط مرکز کے طرف دار نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ مرکز کو صوبوں سے لڑا دیا تاکہ عوام مرکز کی مضبوطی کو بخوبی سمجھ لیں - مسٹر بھٹو کو یہ "مرد آہن" ، مفتی محمود اور ولی خان سے اتنا دور لے گیا جہاں سے لوٹنے کے امکان تک ختم ہو گئے - جمعیۃ اور نیپ ایوانوں سے نکل کر میدانوں میں آچکی تھی اور متحدہ جمہوری محاذ کے پلیٹ فارم سے جمہوریت کی بحالی کے لیے لڑائی لڑنے کا فیصلہ ہو چکا تھا کہ مسٹر بھٹو امریکہ تشریف لے گئے -

امریکہ کا یہ دوسرا دورہ تھا ابھی غالباً وہیں تھے کہ ولی خان پر زبردست قاتلانہ حملہ ہوا - بقول ولی خان کے یہ حملہ مسٹر بھٹو کی مرضی سے ہوا تھا - ولی خان فرنٹ سیٹ چار پانچ منٹ حملہ سے قبل چھوڑ چکے تھے - اس لیے بال بال بچ گئے - معلوم نہیں قاتل پکڑے گئے یا نہیں ؟ ان کے ساتھ کیا ہوا ؟ -

چاہیے تو یہ تھا کہ ولی خان پر چار حملے ہو چکے تھے اب وہ خاموش ہو کر گھر بیٹھ جاتا - آرام کرتا بقایا زندگی عیش و عشرت میں گزرتی ، مگر اس قدر سخت جان نکلا کہ سرحد و بلوچستان سے نکل کر آئے دن پنجاب کے دورے ہونے لگے بھٹو صاحب کے دوروں کی کامیابی پر پانی پھرنا شروع کر دیا - جب کہ عوامی حکومت کا خیال تھا کہ جمہوری محاذ اس وقت تک میدان میں نہیں نکلے گا ، جب تک قبلہ پیر پگارا صاحب کی مصروفیات اجازت نہیں دیں گی - حکومت کے خیال میں ولی خان ، پیر پگارا کے بغیر عوام کے سامنے نہیں آسکتا تھا - مگر محاذ نے بھی کمال کر دیا پیر کی بجائے "بدنام و سرکش" مرید کو میدان میں لا کھڑا کیا - "بدنام" مرید نے وہ "سرکشی" دکھائی کہ عوامی حکومت کے ایوانوں میں دراڑیں پڑنے لگیں - اس مرتبہ خدا جانے ولی خان کی حب الوطنی کو کیا ہوا - پنجاب کے عوام نے شائد ریڈیو کا سننا اور ٹیلیویژن کا دیکھنا چھوڑ دیا - ہر طرف ولی خان زندہ باد ، جمہوری محاذ زندہ باد کے فلک شگاف نعرے گونجنے لگے جس سے عوامی حکومت کے خلاف نفرت کے دبے ہوئے جذبات ابھرنے لگے - سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان کے استحکام و سالمیت کو نقصان پہنچنے لگا - ظاہر ہے کہ کوئی بھی محب وطن حکومت یہ برداشت نہیں کر سکتی - پھر جہاں مضبوط مرکز کے حامی مرد آہن خان اعظم بھی براجمان ہوں -

سب سے زیادہ محاذ نے یہ غضب کیا کہ ایک دن میں کئی کئی جلسوں کا پروگرام بنالیا - وہ بھی جلسہ ہائے عام عوامی حکومت اس قسم کی غیر قانونی اور غیر جمہوری حرکات کیسے پسند کر سکتی تھی - چنانچہ مسٹر بھٹو کا پروگرام امریکہ جانے کا بن گیا -

ابھی مسٹر بھٹو امریکہ ہی میں تھے کہ ان کے معتمد جناب حیات محمد شیر پاؤ بم کے دھماکہ سے ہلاک کر دیئے گئے - بس پھر کیا تھا - خدا جب دیتا ہے چھپر پھاڑ کر دیتا ہے - شیر پاؤ کے قتل کے محرکات فوراً معلوم کر لیے گئے - ولی خان اور نیپ کے تمام لیڈروں کی گرفتاری کا آرڈر امریکہ ہی سے دیا گیا - پاکستان تشریف آوری پر نیپ کو توڑ دیا گیا - دفاتر سر بمہر املاک ضبط - اس طرح شیر پاؤ مرحوم کے قتل کا غم غلط کیا گیا - یہ تھا مسٹر بھٹو کا امریکہ کا تیسرا دورہ اور اس کی برکات و عنایات -

نیشنل عوامی پارٹی کو خلاف قانون قرار دیئے جانے سے قطع نظر سوال یہ ہے کہ یہی موقع اس کے لیے کیوں مناسب خیال کیا گیا ؟ اس سلسلے میں مختلف حلقوں میں مختلف قسم کی قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں - بعض کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ولی خان کی پنجاب میں بڑھتی ہوئی مقبولیت کی وجہ سے کیا گیا ہے - بعض کا خیال ہے کہ شیر پاؤ کے قتل سے بھٹو فرط جذبات میں ایسا فیصلہ کر گئے - کچھ کا خیال ہے کہ بھٹو صاحب کے لیے اس سے بہتر موقع نہیں ہاتھ آسکتا تھا - جتنے منہ اتنی باتیں -

میری تو اب ایک ہی آرزو ہے کہ اور وہ یہ کہ براہ کرم مسٹر بھٹو امریکہ کے دورے پر تشریف نہ لے جایا کریں ورنہ ملک گوناگوں برکات سے مستفیض ہوتا رہے گا

———

زاہد الراشدی

جمعیتہ علماء اسلام

اور امام ولی اللہ کا انقلابی اسلامی پروگرام

کانگریس اور مسلم لیگ سمیت دوسری جماعتیں صرف داخلی خود مختاری اور آئینی مراعات کے مطالبات پر اکتفا کیے ہوتے تھیں، لیکن بہت جلد ان کو جمعیتہ علماء ہند کی طرح مکمل آزادی کے سٹیج پر آنا پڑا۔

آزادی کی آئینی تحریک میں ولی اللہی پارٹی کے نامور رہنماؤں حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ، حضرت مولانا احمد سعیدؒ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، حکیم محمد اجمل خانؒ، ڈاکٹر انصاریؒ، حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم پوپلزئیؒ، حضرت مولانا تاج محمود امروٹیؒ، حضرت مولانا غلام محمد دین پوریؒ، حضرت مولانا محمد نعیم لدھیانویؒ اور مجلس احرارِ اسلام کے پلیٹ فارم پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ چوہدری افضل حقؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ شیخ حسام الدینؒ، مولانا گل شیر شہیدؒ، حافظ علی بہادرؒ، مولانا مظہر علی اظہرؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور مولانا محمد علی جالندھریؒ نے عظیم قربانیاں دیں۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور آزادیٔ وطن کی عظیم تحریک کے ہراول دستے کا کردار ادا کر کے تاریخ میں اپنے اسلافؒ کے کارناموں کو ایک بار پھر زندہ کر دیا۔

تحریک پاکستان

میں بھی ولی اللہی پارٹی کے ارکان نے ہی رائے عامہ کو بیدار کرنے کا بنیادی کردار ادا کیا

اور پھر جب پاکستان کے قیام کی تحریک چلی تو اگرچہ ولی اللہی پارٹی کے سرکردہ ارکان قیام پاکستان کے مخالف تھے اور جمعیتہ علماء ہند نے کھلم کھلا اس کی مخالفت کی تھی، لیکن اس فیصلہ سے اختلاف کر کے تحریک پاکستان کے کیمپ میں شامل ہونے والے عظیم راہنما علامہ شبیر احمد عثمانیؒ بھی ولی اللہی گروہ سے ہی تعلق رکھتے تھے، قطع نظر اس بات کے کہ دونوں میں سے کن بزرگوں کا موقف درست تھا اور مرورِ زمانہ نے کن کے خدشات کو حقیقت کے روپ میں پیش کر دیا ہے۔ بہرحال تحریک پاکستان بھی اپنی کامیابیوں میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور ان کے رفقاء کے فیصلہ کن کردار کی رہینِ منت ہے جس کا اعتراف خود بانیٔ پاکستانؒ اور اس وقت کے قومی پریس نے کیا ہے۔ پاکستان بن چکا تو اس کی مخالفت کرنے والوں نے اسے بنانے والوں سے بھی زیادہ اپنا عزیز وطن سمجھا۔ اس کی سالمیت کے لیے جدوجہد کی اور جب بھی ملک پر کوئی مشکل وقت آیا ولی اللہی گروہ کے تمام ارکان نے بلاتمیز ملک کے تحفظ کے لیے قربانیاں دیں۔

قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ملکی سالمیت پر تقاریر اور سقوط ڈھاکہ سے قبل ملک کی تقسیم کو روکنے کے لیے قائد جمعیتہ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی مخلصانہ مساعی اس حقیقت کا واضح اور ناقابل تردید ثبوت ہے۔

یہ تذکرہ نامکمل ہوگا اگر فرنگی کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کے خلاف ولی اللہی گروہ کی خدمات کا تذکرہ نہ کیا جائے۔ قادیانیت کا محاسبہ کرنے میں یہ گروہ سب سے پیش پیش رہا۔ دوسرے بزرگوں مثلاً حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ حضرت مولانا داؤد غزنویؒ، حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، حضرت مولانا ابوالحسناتؒ حضرت مولانا غلام محمد ترنمؒ، حضرت مولانا مہر علی شاہ گولڑویؒ، حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ اور حضرت مولانا مظہر علی اظہرؒ کی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا، لیکن یہ حقیقت ہے کہ اسے مشن بنا کر شب و روز اس کے لیے وقف کرنا اور علمی و عملی ہر سطح پر اس کا مکمل محاسبہ کرنا ولی اللہی قاسمی مکتب فکر ہی کے حصہ میں آیا ہے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، حضرت مولانا محمد حیات مدظلہ، حضرت العلام مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ،

باقی صنا پر

جناب آغاز برنی

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سیّد علی ہجویریؒ سنہ ۴۰۰ھ میں افغانستان کے مشہور شہر غزنی کے قریب ایک محلّہ میں پیدا ہوئے جو ہجویر کے نام سے جانا جاتا تھا کچھ عرصہ بعد آپ کا خاندان غزنی کے قریب جلاب نامی ایک گاؤں میں آباد ہوگیا۔ اس لیے آپ کو جلابی بھی کہا جاتا ہے

ابوالعباس بن محمد الاشقانی آپ کے اتالیق تھے اور علم اصول و فروع معانی کے کامل استاد۔ شیخ ابوالقاسم بن علی بن عبداللہ جرجانی بھی آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔

عجز و نیاز کی تعلیم کے لیے آپ نے انہی کے سامنے زانوے تلمذ طے کیے اور اس جستجو میں بچپن سے جوانی کی منزلوں تک پہونچے۔ آپ نے اور بھی بہت سے بزرگوں سے استفادہ کیا، لیکن بحیثیت استاد اپنے ان کا تذکرہ اپنی تصانیف میں نہیں کیا۔

ابوالعباس احمد بن محمد القصاب ابوعبداللہ محمد سے متعلق آپ فرمایا ہے کہ ان تصانیف و تعلیمات سے میں نے کافی استفاضہ کیا ہے اور بقول آپ کے خواجہ ابواحمد المظفر کی تعلیمات سے آپ کے علمی سرمایہ میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ جن بزرگوں سے آپ نے علم ظاہری و کمالاتِ باطنی حاصل کیے تھے ان کی صحبت کا یہ اثر تھا کہ آپ اتباع سنت کا سختی سے خیال رکھتے تھے.

آپ نے اپنی تمام زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں گذاری۔ آپ شریعت و حقیقت کی وضاحت روح اور جسم کی مثال کے ذریعہ فرماتے تھے۔ آپ فرماتے کہ جس طرح روح کے بغیر جسم بیکار محض ہوتا ہے۔ اسی شریعت کے بغیر طریقت کا تصور ہی ناممکن ہے۔ جو شخص شریعت کی پابندی نہیں کرتا وہ دعوائے حقیقت میں جھوٹا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ جس جسم اور رُوح کی قدر و قیمت ایک دوسرے کے ساتھ پیوست رہنے میں ہے اسی طرح شریعت و حقیقت لازم و ملزوم ہیں۔ احوال ظاہری کی پابندی کے ساتھ بندہ پر احوالِ باطن کی حفاظت بھی لازم ہے۔

آپ نے چالیس سال سیر و سیاحت میں بسر کیے مگر جماعت کی نماز قضا نہ ہوتی۔ جمعہ کی نماز کے اہتمام میں آپ اسی قصبہ میں قیام فرماتے جہاں جمعہ پڑھنا ممکن ہوتا۔

آپ حنفی المسلک تھے اس سلسلے میں آپ نے اپنے سفر کا ایک عجیب و غریب واقعہ بیان فرمایا جس کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت بلال کے سرہانے محوِ خواب تھا، میں نے دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں۔ دیکھتا کیا ہوں کہ فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضعیف و ناتواں آدمی کو اپنی گود میں اٹھایا ہوا ہے۔ میں نے بڑھ کر قدم بوسی کی اور حیران ہو کر دریافت کیا کہ یا رسُولَ اللہ! یہ بوڑھا آدمی کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ تیرا اور تیرے مُلک والوں کا امام ہے اور اس کا نام ابُوحنیفہؒ ہے۔

حضرت علی ہجویریؒ صوفیاء کے خلافِ شریعت افعال و اعمال کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ سماع اور مزامیر کو آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ موزوں طبع انسان تھے اور شعر و سخن کی طرف راغب تھے۔ اس سلسلے میں آپ نے اپنی معرکۃ الآرا تصنیف میں رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، کا شعر سننا اور صحابہ کرامؓ کا شعر کہنا ذکر فرمایا ہے۔

آپ نے اس روایت کا تذکرہ فرمایا جس میں کہا گیا ہے کہ بعض شعروں میں حکمت ہے۔ اور حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے۔ جہاں سے بھی ملے فوراً لے لیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر قسم کے شعر سُننا مباح ہوگا۔

ادب کی تعریف کے سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ ادب یہ ہے کہ تیرا کلام سچ ہو اور تیرا معاملہ حق پر ہو۔ گو حق کڑوا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ہمیشہ حق کو اختیار کرو۔ اس میں تلخی کے باوجود نمکینی ہے۔ انسان جب زبان سے کچھ کہے تو اسے اپنے کلام میں معیب ہونا چاہیئے، اگر خاموش ہو تو اپنی خاموشی کے باعث محقق ہونا چاہیئے۔

محمودِ غزنویؒ کے دور حکومت میں آپ نے اپنے شیخ کی ہدایت پر لاہور کا سفر کیا اور تمام زندگی نوع انسانی کی خدمت کرتے رہے آپ کا وصال اُنّیس صفر ۴۶۵ھ میں لاہور میں ہُوا۔

آپ کی تعلیمات کا نور کفر کے ظلمت کدوں میں بھٹکنے والوں کو ہدایت کی راہ دکھاتا رہے گا۔

عمیر الہاشمی

معارفِ الٰہیہ کی کوئی حد نہیں!

جامعہ اشرفیہ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کا

خطاب

شکل اچھی بنی ہوئی ہو تو حقیقت بھی اچھی بن جاتی ہے۔ آدمی اچھی صورت بنالے تو حق تعالےٰ حقیقت حسنہ ڈال دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے ظاہری شکل، رُوپ وضع قطع اور تہذیب پر توجہ دلائی ہے۔

چنانچہ ظاہری وضع جیسی اختیار کروگے باطن بھی ویسا ہی بن جائے گا۔ اگر کوئی شخص پہلوانوں کا سا لباس پہن لے اور لنگوٹ کس کر میدان میں اُتر آئے تو طبعاً اس کا جی چاہے گا کہ ڈنڈ پیلے، پنجہ کشی کرے اور کُشتی کا مقابلہ ہو۔ اس کے جذبات کا اس طرف مائل ہونا اس کی ہیئت اور لباس کا اثر ہے۔

اگر کوئی شخص زنانہ لباس پہننے لگے، چُوڑیاں اور رنگین کپڑے پہن لے تو چند روز بعد جذبات میں بھی نسوانیت آجائے گی اس کا جی چاہے گا کہ وہ عورتوں کی طرح اسی لب و لہجہ میں بات کرے۔ دراصل یہ اثر بھی اس وضع کا ہوگا۔

اگر ایک شخص علماء کی وضع اختیار کرلے تو طبعی طور پر اس کی توجہ ورع اور تقویٰ کی طرف ہوگی۔ کیونکہ خواہ ظاہری صحیح خیال ہوگا کہ مولویانہ لباس پہن رکھا ہے۔ اگر کوئی بری حرکت ہوگی تو لوگ کیا کہیں گے؟ تو خواہ مخواہ طبیعت متقیانہ افعال کی طرف مائل ہوتی ہے اور اگر اہل اللہ کا لباس پہن لیا جائے تو قدرتاً اس کے جذبات میں زہد و قناعت پیدا ہوگی۔

تو ہر وضع قطع باطن پر موثر ہوتی ہے۔ جیسی ہیئت بناؤ گے ویسی حقیقت بن جائے گی۔ اسی لیے شریعت میں زور دیا گیا ہے کہ شکل بناؤ تو اہل اللہ کی سی۔ انبیاء علیہم السلام کی سی اور صحابہ کرامؓ کی سی بناؤ۔ علماء ربانی کی سی ہیئت بناؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس ہیئت میں بھی اچھی حقیقت ڈال دیتا ہے۔ چاہے ظاہر داری کے لیے ہی بناؤ۔ بیکار نہ ہوگی اور ظاہری روپ اور ہیئت بھی ایسی اختیار کرو کہ باطن بگڑ جائے۔

مثال کے طور پر زمانہ جاہلیت میں ایک رسم پڑی ہوئی تھی کہ اگر انگلی دکھا دی جاتی تو تلواریں نکل آتی تھیں۔ جس طرح ہمارے ہاں انگوٹھا دکھانا ہے کہ اگر کسی کو انگوٹھا دکھائیں تو لڑ پڑتا ہے۔ تو زمانۂ جاہلیت میں بھی یہ چڑانے کی علامت تھی۔ اس لیے اس انگلی کا نام سبابہ تھا یعنی گالم گلوچ کی انگلی۔ جہاں اٹھی اور لڑائی ہوئی۔ شریعتِ اسلام نے اس کی ہیئت کو بدلا محل کو بدلا کہ انگلی اٹھاتی تو جاتے، مگر شہات اور توحید کے لیے اور اس کا نام سباح رکھا۔ یعنی اللہ کی پاکی بیان کرنے والی انگلی۔ فرمایا کہ سبابہ مت کہو، کیوں کہ وہی زمانہ جاہلیت کے لغوی معنی یاد آئیں گے، سباح کہو تاکہ ذہن میں اچھے معنی آئیں۔ جب اچھا لفظ بولو گے تو اندر حقیقت بھی اچھی آجائیگی۔

تجارت کرنے والے کو قرآن کریم نے تاجر کہا ہے اور زمانۂ جاہلیت میں سمسار کہتے تھے۔ فرمایا گیا کہ سمسار مت کہو بلکہ تاجر کہو۔ حضرت شافعیؒ کا مقولہ ہے کہ "لاتقولوا سمسار تقولوا تاجر"، سمسار نہ کہو کیونکہ ذہن زمانۂ جاہلیت کی طرف جائے گا۔ لہٰذا وہی لفظ بولو جو اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا ہے۔ کیونکہ ذہن جائے گا بھی تو قرآن کی طرف۔ ہر چیز میں خواہ خواہ وہ لفظ ہو، ہیئت ہو، خول ہو اچھی صورت اختیار کرنے کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ اس لیے کہ کوئی چیز ایسی نہیں جس میں تاثیر نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں اثر رکھا ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں میں اثر۔ جیسا کھانا کھاؤ گے ویسا اثر ہوگا۔ جیسا پھل کھاؤ گے ویسے اثرات ہوں گے۔ ہر چیز میں تاثیر ہے۔ آپ کے بدن میں، ہیئت میں آپ کی آنکھ تک میں تاثیر ہے۔ اگر آپ نیچی نگاہ کر کے گفتگو کریں تو محبت ہوگی لیکن اگر آپ آنکھیں نکال کر گھور کر بات کریں گے تو طیش پیدا ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنکھ خاموش تو ہے مگر خاموشی کے ساتھ بولتی ہے۔ بعض دفعہ غیض پیدا کر دیتی ہے اور بعض دفعہ محبّت۔

لباس کی وضع قطع میں بھی اثر ہے۔ جیسی وضع قطع ہوگی ویسی تاثیر قلب پر پڑے گی۔ چہرے کی جیسی ہیئت بنائیں گے ویسے ہی قلب پر اثرات پڑیں گے۔

جب ہر چیز میں اثر ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ الفاظ اور وضع میں اثر نہ ہو۔ قول بھی ایسا بھدّا نہ ہو کہ بُرے معنی کی طرف دھیان جائے ہیئت

بھی ایسی مت بناؤ جس سے برائی پیدا ہو ہیئت بھی اچھی وضع بھی اچھی اور قول بھی اچھا۔ اسی لیے فرمایا کہ چال میں میانہ روی اختیار کرو۔ کھٹ کھٹ کرتے چلوگے تو چال متکبرانہ ہوگی اور بہت ہی جھک کے چلوگے تو بیماروں کی چال بن جائے گی اس لیے درمیانی چال چلو جس میں تواضع وانکساری بھی ہو اور ساتھ ہی قوت وجلالت بھی۔ نہ تمہیں بیمار سمجھا جائے اور نہ ہی متکبر۔

آواز کا اثر بھی آدمی پر پڑتا ہے۔ آواز میں پستی اختیار کرو۔ بہت زیادہ چلاؤگے تو مخاطب چڑ جائے گا۔ خیال کرے گا کہ مجھے بہرہ سمجھا ہے اور ویسے بھی کرخت آواز کانوں کو ناگوار محسوس ہوتی ہے۔ حسب ضرورت آواز بلند کرو، مگر اعتدال کے ساتھ۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں تاثیر رکھی ہے اس لیے آپ کے بدن میں، کپڑوں کی وضع قطع میں، چال میں قول میں بھی تاثیر ہے۔ جامع شریعت وہی ہونی چاہیے تھی اور ہے جو ہر چیز کی تہذیب سکھلائے۔ آنکھوں کو اس طرح مہذب کرو، کانوں کو اس طرح، زبان کو اس طرح اور ہاتھ پیر کو اس طرح۔ اسی لیے فرمایا کہ:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده۔

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ "مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان اور مال کے بارے میں مطمئن ہو جائیں"۔

اتنا اطمینان ہو کہ لاکھوں روپے چھوڑ کر چلے جائیں کہ مومن خیانت نہیں کرے گا۔ بہو بیٹی کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں کہ یہ مومن ہے۔ حیا سوزی نہیں کرے گا۔ حتیٰ کہ غیر مسلم بھی اطمینان کرے گا کہ واقعی یہ ایمان دار ہے خائن نہیں۔

اگر مومن ومسلم ایسا ہو کہ لوگ اس سے بچ کر چلیں کہ کہیں جیب نہ کترلے۔ گالی نہ دے دے۔ چھری نہ مار دے۔ یا دل نہ دکھا دے تو وہ مومن کیا ہوا؟ اچھا خاصا بیل ہو گیا، کیونکہ جب بیل چلتا ہے تو لوگ اس سے بچ کر چلتے ہیں مبادا کہ کہیں لات نہ مار دے، سینگ نہ مار دے، یا کہیں پیشاب نہ کر دے کہ چھینٹیں ہی پڑ جائیں، تو مومن سے بھی اگر لوگ اسی طرح بچ کر چلنے لگیں تو مومن اور بیل میں کیا تمیز رہی؟

بلکہ مومن تو وہ ہے کہ لوگ اس سے مطمئن ہو جائیں۔ کہ ہماری جان، مال اور عزت کو کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ یہ مومن ہے۔ یہ ایمان لے کر اگر آپ غیر مسلموں کے پاس جاؤ گے تو گردنیں جھکیں گی۔ اسلام دباؤ سے نہیں بلکہ بلندی کردار اور معاملات کی سچائی سے پھیلا ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ جہاں اسلام کو لے کر پہنچے، گردنیں جھک گئیں۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ جب دوسرے علاقوں میں داخل ہوتے تھے تو ہزاروں آدمی ان کے چہرے دیکھ کر مسلمان ہو جاتے۔ لوگ دیکھ کر کہتے کہ یہ چہرے جھوٹوں کے نہیں سچوں کے ہیں۔ مسلمان کا چہرہ وضع قطع حتیٰ کہ ہر حرکت مبلغ ہوتی ہے۔ اگر ہم غور کریں تو واقعہ یہ ہے کہ ہم اسلام کی تبلیغ وترویج میں حارج ہیں۔

غیر مسلم ہمیں اور آپ کو اور ہماری حرکات کو دیکھ کر اسلام قبول کرنے سے رکتے ہیں، ہماری حرکات بھی منکر افعال بھی منکر۔ غیر مسلم ہمارے دین کو کتابوں سے نہیں بلکہ ہمیں اور آپ کو دیکھ کر پہچانتے ہیں۔ ہماری حرکات بری ہوں تو کہیں گے کہ دین بھی ایسا ہی ہے اور اگر اچھی ہوں تو خیال کریں گے کہ واقعی دین بھی اچھا ہے۔

بہر حال ہمیں اور آپ کو سنبھلنے کی ضرورت ہے۔ محض زبانی ہی تبلیغ پر اکتفا نہ کریں بلکہ چہرہ بھی ایسا ہو کہ لوگ دیکھ کر سمجھیں کہ واقعی مسلمان ہے۔ دیوبند کے قریب مظفر نگر میں ایک دفعہ مسلمانوں اور آریوں کا مناظرہ ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ تشریف لائے۔ وہ شاہ صاحب کی جوانی کا زمانہ تھا۔ تھوڑی تھوڑی داڑھی آئی تھی اور حضرت علیہ الرحمۃ وجیہ بھی تھے اور حسین بھی اور سر پر پگڑی باندھتے تھے۔ غرضیکہ حضرت شاہ صاحب کی بڑی دلکش صورت تھی۔ حضرت کی شکل دیکھ کر آریہ مبلغ نے کہا کہ اگر صورت دیکھ کر اسلام قبول کیا جا سکتا ہو تو انور شاہ کی صورت دیکھ کر کیا جا سکتا ہے؛ اللہ۔

غرض کہ مسلمان کا چہرہ مہرہ حتیٰ کہ حرکات ازفحرر مبلغ ہوتی ہیں۔ اس لیے شریعت اسلامیہ نے ہیئت، روپ اور تہذیب کے متعلق سخت تاکید کی ہے۔

واخر دعوانا عن الحمد للہ رب العلمین

بقیہ امام ولی اللہ

قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود اور حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کی خدمات جلیلہ اس پر شاہد عدل ہیں۔

اور جب کہ پاکستان میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی برائیاں اپنی جڑیں روز بروز مضبوط تر کرتی جا رہی ہیں۔ ربع صدی گزر جانے کے بعد بھی پاکستان کو اسلامی نظام نہیں دیا جا سکا۔ ابھی تک ہم فرنگی کے سیاسی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی، قانونی اور سول سروس کے نظام سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکے۔ عوام بے یقینی اور نئی نسل گمراہی کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔ یہ نظام دم توڑ رہا ہے اور نئی نسل کو اس کی جگہ ایک اور کافرانہ نظام قبول کرنے پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔ ولی اللہی گروہ پاکستان میں جمعیۃ علماء اسلام کے نام سے اس مقصد کے لیے سرگرم عمل ہے کہ امام ولی اللہؒ کے سیاسی اور اقتصادی نظریات کی روشنی میں "فک کل نظام" (ہمہ گیر انقلاب) کر کے قرآن وسنت کا عادلانہ نظام اس ملک میں نافذ کیا جائے۔ قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود نے صوبہ سرحد میں اپنی وزارت اعلیٰ کے دوران امیر المومنین سید احمد شہیدؒ کی پیروی میں اسلامی اصلاحات کا نفاذ کر کے جمعیۃ کے مقاصد کی عملاً وضاحت کر دی ہے۔

صاحبزادہ عزیز احمد کندیاں

میانوالی کی حالتِ زار

اور عوامی حکومت

دریائے سندھ کے مشرقی کنارے ضلع میانوالی آباد ہے۔ پسماندگی میں لاثانی ہے۔ اور حکومت کا معتوب ترین علاقہ ہے۔ غیر آباد زمین پر مفلوک الحال عوام کیلئے کوئی ذریعہ معاش نہیں اور نہ ہی تعلیم ہے۔ مزارعوں کے پاس کچھ خطے ہیں وہ رات دن کی جانفشانی کے بعد کچھ قابل کاشت ہوتے ہیں۔ ضلع میانوالی کالاباغ سے لے کر میانوالی، کندیاں، پپلاں، لیاقت آباد کلورکوٹ، دریاخان، بھکر، بھل تک یہ سب طویل وعریض علاقہ دریائے سندھ کے مشرقی کنارے آباد ہے۔ ریگستانی صحرا اعظم ہے۔ بڑے بڑے فلک بوس ٹیلے ہیں جہاں نہر کا پانی پہنچانا کارے دارد ہے۔ صرف بارشوں کے ذریعہ فصل ہوتی ہے جس سال بارشیں ہو جائیں تو فصل نسبتاً اچھی ہو جاتی ہے ورنہ توکل علی اللہ۔

آج سے چند برس قبل یہاں کے غریب عوام کی حالت قدرے تسلّی بخش تھی۔ دریائے سندھ کے پیٹ میں لوگوں کی کافی زمینیں تھیں جن سے سال بھر کا گذر اور ضروریاتِ زندگی پوری ہوتی رہتی تھیں۔ اور تھل کے علاقہ میں بھی تھوڑے تھوڑے ٹکڑے تھے جو فصل اچھی دیتے تھے تو میانوالی کے عوام کی مجموعی حالت بہت اچھی تھی۔ چونکہ ذرائع آمد اتنے وسیع نہیں تھے۔ اس لیے لوگوں کو تعلیم کی طرف اتنی توجہ نہیں تھی اور نہ ہی تعلیم تھی۔ بس سارا دن دُھوپ میں جھلستے اور سردی میں ٹھٹھرتے اور اپنے لیے قوتِ لایموت مہیا کرتے۔ اسی اثناء میں چشمہ بیراج کے نام سے ایک مصیبت میانوالی پر آپڑی۔ حکومت نے ڈنڈے کے زور سے لوگوں کی اراضی جو دریائے سندھ کے اندر تھی قبضہ میں لینی شروع کر دی اور جو کچھ آبادی تھی اس کو بلڈوزروں کی نظر کر دیا گیا اور سبز باغ یہ دکھائے گئے کہ یہاں بہت بڑا کاروبار شروع کر رہے ہیں جس کا مقصد میانوالی کو ترقی دینا ہے، لیکن جب کام شروع ہوا تو بھرتی سب باہر کے لوگوں کی شروع ہوئی۔ میانوالی کے عوام نے فریاد کی کہ زمینیں ہم نے مٹائی ہیں، گھر بار ہم نے برباد کیے ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ نوکری اور بھرتی غیر علاقہ والوں کی کی جارہی ہے، لیکن یہ صدائے بازگشت کون سُنتا تھا۔ نچلے ٹوڈی افسروں سے لے کر افسران بالا تک یہ آواز پہنچائی گئی، لیکن جواب دوٹوک ملا کہ تم لوگوں کے پاس تعلیم نہیں اور ہم کو تعلیم یافتہ افراد کی ضرورت ہے۔ واہ ری قسمت!

عوام نے بارانی زمینوں کو غنیمت سمجھا اور صبر کیا، لیکن ظلم کی انتہا تھی۔ حکومت کو اپنے افسران اور غیر ملکی انجینیروں کے لیے رہائش کی کوٹھیاں اور سامان عیش وعشرت اور دفاتر کے لیے جگہ درکار تھی لہٰذا حکومت نے پھر وہی سابقہ کارروائی کی اور پولیس کے ذریعہ زمینوں کا قبضہ لے کر کوٹھیاں تعمیر کرنا شروع کر دیں ——— جب معاوضہ کا وقت آیا تو احتجاج کیا گیا کہ معاوضہ معقول دیا جائے تو اس کے جواب میں محرکین کو پابند سلاسل کر دیا گیا اور باقیوں کو ڈرا دھمکا کر چپ کرا دیا گیا۔ نہری زمین جسکو بارش کا پانی سیراب کرتا تھا اس کا معاوضہ بارانی زمین کا دیا گیا اور بارانی زمین کا معاوضہ بنجر زمین کا دیا گیا۔

یہ ایک مصیبت اور ناگہانی آفت تھی جو میانوالی کے عوام پر ٹوٹی۔ اس کے بعد ہی سابق صدر یحییٰ خان ۷۰ء کے انتخابات کا اعلان کر دیا اور الیکشن کی بھاگ دوڑ ہونے لگی۔ آئے دن جلسے ہونے لگے۔ لوگ موجودہ حکومت سے تنگ تھے۔ ان امیدواروں نے بڑے بڑے وعدے کیے کہ میانوالی میں کارخانہ لگوائیں گے۔ کندیاں میں ملیں ہوں گی اور پپلاں میں فیکٹری ہوگی۔ عوام کے چہروں پر کچھ سکون واطمینان کے آثار نمایاں ہوئے۔ یہ لوگ مصیبت میں گرفتار تھے، تنگ تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ اب کوئی مسیحا آرہا ہے جو ہمارے درد کا درماں کرے گا چنانچہ الیکشن ہوا اور میانوالی نے پنجاب اور سندھ میں مثالی کردار ادا کیا جواب بھی قابلِ تحسین ہے میانوالی کے عوام نے پیپلز پارٹی کو تسلیم نہیں کیا اور اپنے آزاد امیدواروں کو کامیاب بنایا جن سے کچھ اچھائی کی توقعات تھیں اور پیپلز پارٹی جو پورے ملک میں خصوصاً پنجاب اور سندھ میں اپنے فریب کا جال بچھا چکی تھی، اس کا تابوت ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا اور عوام کی خوشی کی انتہا نہ تھی کہ اب ہمارے نمائندے نیشنل اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں جائیں گے اور ہمارے لیے خوشیوں اور مسرتوں کا پیغام لائیں گے۔ لیکن خدا کو کچھ اور منظور تھا اور میانوالی کا امتحان ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ ممبران اسمبلیوں میں گئے اور میانوالی کے غیور عوام کے جذبات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بھٹو کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہو گئے۔ اور میانوالی کے پسماندہ عوام کی تمناؤں کے تاج محل منہدم ہو کر رہ گئے۔

اب میانوالی کے عوام مطالبہ کرتے ہیں کہ

میانوالی میں ملز لگانے کا وعدہ پورہ کرو، کندیاں میں کارخانے نصب کرو، لیاقت آباد میں فیکٹری لگاؤ اور ہمارے ووٹوں کا حق ادا کرو۔ لیکن

— وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا —

اسی پر بس نہیں ابھی کچھ اور "چکی" میں پسنا ہے۔ ابھی یہ زخم مندمل نہیں ہوتے تھے کہ دل خراش چیخیں سننے کے لیے ایک اور آفت انہی عوام پر آپڑی۔ اور وہ ایٹمی توانائی کا مرکز بھی میانوالی کی ناتواں ہڈیوں پر استوار ہوتا ہے۔ چشمہ بیراج میں زمین وصول کرلی گئی۔ اب حکمران سر چھپانے کی جھونپڑیاں بھی چھیننے کے درپے ہیں اور نام ہے میانوالی کو ترقی دینے کا۔ ایسی ترقی کا کیا فائدہ جہاں انسانیت کھلے آسمان تلے سسکتے سسکتے دم توڑ دے۔ اب بھی عوام سے وہی سلوک روا رکھا جا رہا ہے جو [illegible] میں ہوا تھا۔ متبادل کوئی جگہ نہیں دی جا رہی اور نہ ہی معاوضہ کا معاملہ طے پایا ہے۔ اور زمینوں کے قبضے حسب سابق لیے جا رہے ہیں۔ شاید عوامی حکومت پیپلز پارٹی کو ووٹ نہ دینے کی عبرت ناک سزا میانوالی کے غیور عوام کو دینا چاہتی ہے، یا روٹی کپڑا اور مکان دینے کا مفہوم عوامی حکومت کے نزدیک یہ ہو جس کا تجربہ میانوالی کے مظلوم عوام پر کیا جا رہا ہے۔ کاش حکومت میانوالی کے ستم رسیدہ عوام کو بھی پاکستان کے شہری تصور کرے۔

مطالبات

ضلع میانوالی میں کندیاں شہر سے جنوب کی طرف ایک ایٹمی بجلی گھر حال ہی میں تعمیر ہوگا۔ جس کے لیے حکومت اراضی حاصل کر رہی ہے اس حاصل کی جانے والی اراضی سے یہ دیہات قصبات متاثر ہوں گے۔ موضع ڈھنگ، موضع کھوسہ موضع بھکڑہ، علووالی شہر اور چک ۱۰ ایم ایل۔ ابھی تک حکومت کی طرف سے۔ مکانات باغات اور لکڑی اور اراضی کی کوئی قیمت یا معاوضہ مقرر نہیں ہوا اور نہ ہی متاثر ہونے والے لوگوں کی ابھی تک رہائش اور آبادکاری کا کوئی متبادل انتظام ہوا ہے جس کے باعث مقامی باشندے سخت پریشانی کی حالت میں ہیں۔ زمینداروں، کاشتکاروں مزارعوں، مزدوروں اور معینوں (درکھان لوہار موچی، حجام وغیرہ) غرض کہ تمام متاثر شدہ باشندگان کے حقوق کے تحفظ کے لیے حسب ذیل مطالبات حکومت سے کیے گئے ہیں جن کا ابھی تک حکومت کی جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

۱۔ زمین — مکانات — باغات — پھلدار پودوں عمارتی لکڑی — ایندھن کی لکڑی کی قیمت موجودہ مہنگائی، پیداواری صلاحیت اور اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے لگائی جائے۔

۲۔ ٹیوب ویلوں — کنوؤں — بھٹہ جات آٹا مشینوں — آرا مشینوں — دوکانوں اور کمرشل عمارتوں کی زیادہ سے زیادہ قیمت لگائی جائے اور متبادل کاروباری پلاٹ مہیا کیے جائیں۔

۳۔ مساجد مقبروں قبرستانوں کے تحفظ کی ضمانت دی جائے اور ان تک رسائی کے لیے راستہ کا حق دیا جائے

۴۔ زمینداروں بے زمین کاشتکاروں اور مزارعین معینوں (درکھان، لوہار، موچی حجام وغیرہ) کو متبادل اراضی نہری دی جائے۔ بارانی اراضی کی صورت میں ٹیوب ویل لگا دیئے جائیں۔

۵۔ متبادل آبادکاری کے لیے کالونیاں تعمیر کر کے دی جائیں۔ اور جدید ترین سہولتیں بجلی، سڑک، طلبا و طالبات کے لیے سکول اور کالج مہیا کیے جائیں۔ کیونکہ متاثرہ لوگوں کو یہ سب سہولتیں حاصل ہیں۔

۶۔ متاثرین کو پانچ سال تک حق شفعہ کے قانون سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

۷۔ اس سکیم کی وجہ سے علووالی کا رابطہ ضلعی صدر مقام میانوالی سے کٹ جائے گا لہٰذا علووالی سے سُلطانے والا (ایم ایم روڈ) تک پختہ سڑک تعمیر کر کے یہ رابطہ قائم کیا جاتے۔

۸۔ اس سکیم کی وجہ سے علووالی اور چک نمبر ۱۰ ایم ایل کے ذرائع آبپاشی (راجباہ، کندیاں اوٹیز علووالی) ختم ہو جائیں گے۔ لہٰذا فوری طور پر تھل بھکر برانچ (مین لائن) سے موگہ نکال کر راجباہ تعمیر کیا جائے تاکہ علووالی اور چک نمبر ۱۰ ایم ایل بنجر ہونے سے محفوظ رہ سکے۔

۹۔ متاثرہ علاقے کے لوگوں کو سب سے پہلے ملازمتیں دی جائیں اور ملازمتوں میں ان کا حق ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھا جائے۔ ان کے بچوں کو ایٹمی سائنس کے لیے وظائف دیئے جائیں۔

۱۰۔ یہاں کے مزدور پیشہ لوگوں کو ایٹمی بجلی گھر کے قریب کالونی بنا کر آباد کیا جاتے۔ تاکہ وہ مستقل طور پر یہاں آباد ہو کر گذر بسر کر سکیں۔

یہ ہیں وہ مطالبات جو میانوالی کے باشندوں نے فاقہ کشی سے بچنے کے لیے عوامی حکومت سے کیے ہیں۔

اگر موجودہ حکومت واقعی اپنے دعوے میں سچی ہے اور اپنے نعرے پر برقرار ہے تو یہ عوامی مطالبے فوراً تسلیم کر کے عوام دوستی کا ثبوت دے۔

بقیہ زلزلہ زدہ افراد

محمد ابراہیم اور مولانا احسان اللہ فاروقی درّہ کوہستان پہونچے۔ علاقائی کمیٹی سے ملے اور سامان ان کے حوالے کیا۔ مولانا محب اللہ اور مولانا عبدالعزیز کو نگران مقرر کیا گیا۔ اس اثنا میں خواجہ عبدالغفور اور مستری محمد رمضان صاحب عازم پنڈی ہوتے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب اور مولانا احسان اللہ فاروقی بعد میں تشریف لاتے۔

قسط ۶

سید نفیس الحسینی

تذکرہ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ

اپنے معاصر تذکرہ نگاروں کی نظر میں!

زبدۃ السالکین، عمدۃ العارفین حضرت شاہ محمد سراج الیقین کرسوی قدس سرہٗ سجادہ نشین خانقاہ حضرت شاہ نجات اللہ محب صادق قادری کرسوی قدس سرہٗ کی تالیف "شمس العارفین" سے اقتباس

شمس العارفین

حدائق الحنفیہ ، انوار العارفین، سفینۂ رحمانی اور انوار العاشقین کے بعد اب "شمس العارفین" سے اقتباس پیش کروں گا۔ یہ تذکرہ مقبول المطابع ہردوئی (ہند) میں پہلی مرتبہ چھپا۔ سرورق پر یہ مضمون تحریر ہے:

"در حالات بابرکات اولیائے کاملین و فقہاء و محدثین الموسوم بہ "شمس العارفین" مؤلفہ سراج المحققین، زبدۃ السالکین عمدۃ العارفین مقتدیٔ متقدمین، مقتدائے متاخرین، محی الملۃ والدین حضرت مولانا حافظ شاہ محمد سراج التقین ادام اللہ افیضانہ"

آغاز کتاب میں حضرت مولف تحریر فرماتے ہیں:

"فقیر محمد سراج الیقین عفی عنہ کہتا ہے کہ اپنے خاندانِ عالیہ قادریہ رزاقیہ چشتیہ کے یہ دونوں شجرے جن میں مشائخ طریقت اور اولیا۔ اللہ کے اسماء گرامی مندرج ہیں لکھ کر چند علماء اعلام اور اولیاء عظام کے اسماء متبرکہ اور ان کا مختصر تذکرہ بطور یادگار و حصول برکات ان اوراق میں درج کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اپنے مقبولانِ درگاہ کے زمرہ میں مجھے بروز یوم النشور محشور فرمائے۔"

"شمس العارفین" زیر نظر نسخہ عاجز راقم سطور نے مکرمی و محترمی جناب مولانا وکیل احمد صاحب شروانی استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور کی وساطت سے جامعہ اشرفیہ کے کتب خانے سے حاصل کیا ہے یہ نسخہ متبرکہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے کتب خانہ سے یہاں منتقل ہوا۔ جناب مؤلف کی ایک قلمی تحریر جو کتاب کے آخر میں ہے سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے خود یہ نسخہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی خدمت میں ہدیۃً ارسال کیا تھا۔ تحریر ملاحظہ ہو:

"حضرت مولانا و مقتدانا مدظلہ العالی،

علینا السلام علیکم۔

یہ عاجز ڈھائی سال کے عرصہ سے سخت حالت علالت میں گرفتار ہے اور مرض درد سینہ کا ہے۔ جب شدت سے درد ہوتا ہے اس وقت امید زندگی منقطع ہو جاتی ہے اور خفت کے ساتھ درد ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ فقیر کی زندگی اللہ تعالیٰ کی قدرت دکھا رہی ہے کچھ کم اسّی برس کے سن میں ہوں۔ بامید نجات و مغفرت وسیلۂ دارین سمجھ کر یہ کتاب مستطاب تالیف کی ہے۔ کیا عجب ہے کہ بعنایت الٰہی اس کی برکت سے اس عاصی پر معاصی کا خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ امیدوار ہوں کہ اول تا آخر ایک نظر ملاحظہ فرمائی جائے۔ فقیر کی خوشنودی اور خیر و برکت کا باعث ہوگا۔

فقط والسلام مع الاکرام

معروضہ۔ فقیر محمد سراج الیقین عفی عنہ"

شمس العارفین ۱۳۲۳ھ میں طبع ہوا۔ حکیم سید سعید احمد ناطق بلگرامی ثم اللکھنوی نے "اذکار عارفین" سے تاریخ طبع نکالی ہے۔ تذکرہ ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ سائز ۲۰ × ۲۶/۸

حضرت شاہ سراج الیقین رحمہ اللہ نے نہایت آسان اردو میں یہ جامع تذکرہ مرتب فرمایا ہے۔ حضرت ممدوح خود بھی عالی نسب اور صاحب سلسلہ شیخ طریقت تھے۔ وہ حضرت شاہ محمد حمدانی کرسوی رحمہ اللہ کے فرزند و جانشین اور حضرت شاہ نجات اللہ محب صادق قادری کرسوی قدس سرہٗ کے پوتے تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ حضرت مخدوم شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس سرہٗ کے واسطہ سے حضرت قطب الاقطاب غوث الاعظم محی الدین ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز تک پہونچتا ہے۔ نیز سلسلہ عالیہ چشتیہ آپ کا حضرت قطب عالم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی قدس سرہٗ سے جاملتا ہے۔ الغرض حضرت شاہ سراج الیقین حسباً و نسباً جامع صفات بزرگ تھے۔ انہوں نے "شمس العارفین" میں متقدمین و متاخرین کے علاوہ اپنے معاصرین کے حالات بھی تحریر فرمائے ہیں۔ جن سے ان کے اخلاص و للّٰہیت پر روشنی پڑتی ہے اور ان کے صاحب الرائے ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں بزرگان دیوبند سے بغایت درجہ تعلق خاطر رہا۔ خصوصاً حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

کا ذکر مبارک انھوں نے نہایت ہی محبت وعظمت کے ساتھ کیا ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام کو ان الفاظ میں یاد کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"منبع العلوم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ۔

آپ اجمیر اور مشاہیر علماء دیوبند میں ہیں اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کے اعاظم خلفا میں ہیں۔ علوم درسیہ آپ نے حضرت مولانا مملوک العلی صاحب سے تحصیل کیے اور علم حدیث حضرۃ مولانا شاہ عبدالغنی محدث دہلوی سے پڑھا آپ کے تبحرؒ اور کمال علمی کی کوئی حد نہ تھی۔ تقریر اور تحریر آپ کی اپنا مثل نہیں رکھتی ہے اور ایک موجزن چشمہ معلوم ہوتی ہے اور افاضہ باطنی ہے حضرت حاجی صاحب کا۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو ایک لسان یعنی زبان عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شمس تبریزؒ کے واسطے مولانا رومیؒ کو لسان بنایا تھا اور مجھ کو مولوی محمد قاسم صاحبؒ لسان عطا ہوئے۔ جو واردات میرے قلم میں ہوتے ہیں مولوی صاحب ان کو اپنی تقریر میں ادا کرتے ہیں جس شخص نے مولانا محمد قاسم صاحب کی تقریر سنی ہوگی یا تحریر دیکھی ہوگی وہ سمجھ سکتا ہے کہ کس معدن سے یہ علوم اور اسرار وحقائق آرہے ہیں۔ آپ صاحب تصانیف عالیہ ہیں اور آپ کے مناظروں کی تقریریں بھی چھپی ہیں جن میں عجیب وغریب تحقیقات علمیہ اور نکات عجیبہ اور مضامین رفیعہ پائے جاتے ہیں درحقیقت ایسا فاضل متبحر اور عالم محقق اس زمانہ میں کوئی نہیں گذرا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس پایہ کے لوگ کہیں صدیوں کے بعد ہوتے ہیں۔ آپ نہایت پاکیزہ اخلاق اور منکسر المزاج تھے اور لباس نہایت سادہ اور معمولی موٹا استعمال فرماتے تھے۔ اور صفتِ قناعت بھی بدرجۂ کمال آپ میں موجود تھی۔ ہمیشہ معمولی تنخواہ پر بسر فرمائی اور بڑی بڑی تنخواہوں کی نوکریوں کو پسند نہیں فرمایا۔ مدرسۂ عالیہ دیوبند میں عرصہ تک آپ کا درس تدریس اور بے انتہا فیض جاری رہا۔ اکابر علماء آپ کے شاگرد ہیں"

"شمس العارفین ص۲۶"

سندھ کے مشہور روحانی پیشوا کا پیغام

سندھ کے مشہور روحانی پیشوا اور جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما حضرت مولانا الحاج حافظ محمود اسعد صاحب دامت برکاتہم نے یوم عاشورا کے موقع پہ اپنے متعلقین کے نام جو پیغام دیا۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ آج کا دن ہمیں سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی وہ قربانی یاد دلاتا ہے جو آپؓ نے اسلام کی سربلندی کے لیے میدان کربلا میں دی۔ یہ واقعہ اہل حق سے مطالبہ کرتا ہے۔ ظلم کے ہر دور میں خصوصاً اس موجودہ دور کے اندر جبکہ ہر طرف سے ظلم کا دور دورہ ہے برسرعام اسلامی احکامات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے شعائر اللہ کی توہین ہو رہی ہے برسراقتدار ٹولہ طاغوت کا اتباع کرتے ہوئے اسلامی شعائر کی بیخ کنی کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے۔ ایسے نازک وقت میں دین کی اشاعت اور اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے قربانی دینا فرض عین ہے وہ ملک جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا۔ اس کا یہ عالم ہے کہ کوئی چینی نظام کا خواہاں ہے تو کوئی روسی نظام اور بعض مغربی تہذیب کے دلدادہ۔ اس پرفتن دور میں جمعیۃ علماء اسلام ہی واحد جماعت ہے جو صرف رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر اور ملک کے اندر صحیح اسلامی نظام نافذ کرنے کے لئے رات دن مصروف عمل ہے یہ ہی جماعت ایسی۔ جو اسلامی نظام نافذ کر سکتی ہے کیونکہ اس کے راہنما ہی وہ ہستیاں ہیں جو عمل اور ظاہر باطن سے اسلام کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ اسلامی نظام نام ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے مجموعہ کا اور حقوقین کے لئے خشیۃ اللہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ صفت اس جماعت میں ہی ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

لہٰذا ہمیں اس جماعت کے ساتھ وابستہ ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: کُنْ عَالِماً اَوْ مُتَعَلِّماً اَوْ سَامِعاً اَوْ مُحِبّاً وَلَا تَکُنْ خَامِساً

ہمیں اس جماعت کے قائدین کے حکم پہ مال وجان کی قربانی دینی چاہیے جیسا کہ سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں اپنا سب کچھ دے کر ہم کو قیامت تک تعلیم دی کہ اگر مسلمان رہنا چاہتے ہو تو قربانی دینی ہوگی لہٰذا میں حضرت اقدس کے تمام متوسلین سے استدعا کرتا ہوں کہ اس جماعت کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پوری حیات مبارکہ میں وابستہ رہے اور اپنے متوسلین کو بھی اس کے ساتھ رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔ اس لئے ہم پہ بھی حضرتؒ کا اتباع کرتے ہوئے یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ پوری طرح جمعیۃ میں شامل ہو کر ہر طرح کا تعاون کریں اور کسی بھی جانی ومالی قربانی سے دریغ نہ کریں

مولانا ظفر احمد قاسم

نظم جماعت

اور

جماعتی کامیابی کے اُصول

خود تو ظالم قانون کے تحت ملک بدر ہوتے۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں ظالم قوتوں کے بھڑکاتے ہوتے شعلوں میں کودے۔ اژدر دہان توپوں اور بندوقوں کی آگ سے کھیلے۔ تلاطم خیز طوفانوں سے ٹکرائے ہر جابر و ظالم کے جاہ و جلال اور جبر و استبداد کا مردانہ وار مقابلہ کیا، لیکن اس کے بدلہ میں صحیح دین، خالص توحید، بلا آمیزش سنت، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اولیائے عظام رحمہ اللہ سے صحیح اور بے پناہ محبت و عقیدت، علم و عمل کا بھرپور جذبہ، خلق خدا کی خدمت کا ولولہ و عزم اور آزادی کی نعمت عظمیٰ سے مالامال کر گئے جن کی مخلصانہ و مجاہدانہ زندگی کل کی طرح آج بھی روشنی کا مینار ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کے یہ کارنامے تاقیامت زندہ و سلامت رہیں گے۔

ع: خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

جماعتی کامیابی کے اُصول

والعصر ہ ان الانسان لفی خسر ہ الا الذین اٰمنوا و عملوا الصلحٰت وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر ہ

ترجمہ: زمانے کی قسم یقیناً انسان گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان کے جنہوں نے ایمان اختیار کیا اور اچھے کام کیے۔ اور آپس میں حق کی تلقین کرتے رہے اور صبر و استقامت کی تاکید کرتے رہے۔"

مولانا عبید اللہ سندھیؒ

اب قرآن کہتا ہے کہ جب سے انسانی تاریخ لکھی گئی ہے۔ اس پر نظر ڈالو تو تم دیکھو گے کہ وہ اس امر کی ناقابل تردید شہادت بہم پہونچاتی ہے۔ کہ جب تک کسی انسانی اجتماع میں چار باتیں (جن کا ذکر آگے آتا ہے) نہیں پائی گئیں وہ کامیاب نہیں ہوا۔ اسی طرح آیندہ بھی ان چار باتوں کے بغیر وہ کامیاب نہ ہوگا۔ وہ چار باتیں یہ ہیں:

۱- الذین اٰمنوا۔

جنھوں نے ایمان اختیار کیا۔

ظاہر ہے کہ جب قرآن نے تاریخ عالم کی شہادت پیش کی ہے تو ایمان کے معنی بھی وہی لیے جانے چاہئیں جو دنیا کے تمام دینوں میں اصولی طور پر تسلیم شدہ ہوں۔

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، فرماتے ہیں کہ جب تم کوئی کام کرنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے اس کی نیت و ارادہ کرتے ہو۔ چنانچہ اگر کوئی شخص یہ نیت یا ارادہ کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سب حکموں کی تعمیل کروں گا تو یہ جامع نیت ایمان ہے۔ اس ایمان کا مختصر مگر جامع فارمولا اسلام نے یوں پیش کیا ہے:

امنت باللہ کما ھو باسمائہ و صفاتہ وقبلت جمیع احکامہ اقرارٌ باللسان و تصدیق بالقلب

"یعنی کہ میں اللہ پر ایمان لایا جیسا بھی وہ اپنے اسماء و صفات کے ساتھ ہے اور زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق سے اس کے تمام احکام قبول کیے"

پس قرآن کہتا ہے کہ کسی اجتماع کے کامیاب ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے افراد کے دلوں میں صحیح علم کو اپنی جان و مال کے ذریعہ سے قائم کرنے کا جذبہ پایا جاتا ہو۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ جو جماعت ایسے لوگوں سے بنی ہوئی نہ ہو وہ کبھی نہ کامیاب ہوئی ہے اور نہ کبھی کامیاب ہو سکتی ہے۔

۲- وعملوا الصالحات

اور جنھوں نے صالح عمل کیے۔

خلاصۃً یہ کہ ایمان اختیار کرنے کے بعد اگر نتائج نکل سکتے ہیں تو فقط عمل سے۔

ام للانسان ما تمنیٰ

"کیا انسان کو صرف کسی چیز کی تمنا کر لینے سے ہی وہ چیز مل سکتی ہے؟"

نہیں نہیں بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ:

لیس للانسان الا ما سعیٰ

"یعنی انسان کو وہی کچھ یا اتنا ہی ملتا ہے جو یا جتنا کہ وہ خود عمل کرے"

غرض ایمان عمل کی بنیاد ہے اور عمل ایمان کا نتیجہ ہے۔ یعنی ایمان ایسا ہونا چاہیے کہ جو عمل پر اکسائے اور عمل وہ ہو جو ایمان کے مطابق ہو پس ایمان کے مطابق عمل کرنا اور سر دھڑ کی بازی

لگادینا ہی اصل عملِ صالح ہے اور ہمیشہ اجتماعی وانقلابی کامیابی اسی سے حاصل ہوتی ہے اور اسی سے حاصل ہوگی۔

۳۔ وتواصوا بالحق۔

وہ آپس میں حق کی تلقین کرتے ہیں۔

جب تک کوئی بات صرف علم کے درجہ تک ہے ضروری نہیں کہ وہ عمل پر اکسائے۔ لیکن جب کسی بات کا علم یقین کے اس درجہ تک پہونچ جائے کہ وہ عمل صالح پر اکسائے تو وہ حق بن جاتا ہے۔ ان علمی اصولوں پر یقین کے بغیر حصولِ حق میں کامیابی ممکن نہیں کیونکہ حصول ہو جب حق سمجھا جائے اور حق بغیر یقین کے سمجھا نہیں جاسکتا۔ لہذا صداقت خداوندی اور اصولِ الٰہی پر جس وقت تک کامل درجہ کا یقین پیدا نہ ہو اس وقت تک کامیابی کا کوئی دروازہ نہیں کھل سکتا۔ شک کا اگر ایک کانٹا بھی دل میں چبھ رہا ہے تو اپنے پر موت کا فیصلہ کر لینا چاہیے۔ لہذا حصول حق کی ایک بڑی شرط یہ بھی ہوئی کہ دل کے اندر ایمان وعمل کے بعد یقین، جماؤ، تمکین واقرار پیدا ہو اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی جس رحمتِ واسعہ نے ابتدا کی بے سروسامانیوں میں ہمارا ساتھ دیا ہے وہ درمیان کی اس آزمائش میں بھی ہماری دست گیری فرمائے گی اور بالآخر انجام کی فتحمندی ہمارے ہی قدم چومے گی۔

یہی وہ منزل ہے جہاں پہونچ کر انسان اپنے ایمان میں امن اور اس کے مطابق عمل کرنے کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے میں راحت و سکون پاتا ہے۔ لہذا اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے تلقین حق اور مسلسل پروپیگنڈے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا کوئی اجتماع اپنے انقلابی پروگرام میں بغیر تلقینِ حق اور مسلسل پروپیگنڈے کے کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اسی مسلسل پروپیگنڈے پبلسٹی اور تلقین حق کو قرآن حکیم نے توصیۃ بالحق کے لفظوں کے ذریعہ انقلابی جماعت کی کامیابی کا ایک زریں اصل قرار دیا۔

۴۔ وتواصوا بالصبر ٥

اور جو آپس میں صبر واستقامت کی تلقین کرتے ہیں۔

صبر کیا ہے؟ جب انسان اپنے ایمان کے مطابق کام کرتا ہے اور اسے مرحلۂ تکمیل تک پہونچانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی راہ میں بے شمار مشقتیں اور مشکلیں پیش آتی ہیں وہ انہیں استقامت کے ساتھ جھیلتا ہے اور خلوص کی طاقت، اصول خودشناسی اور فلسفۂ حیات کی قوت سے ان مصائب وشدائد کا مقابلہ کرتا ہے اور اپنے ایمان اور یقین محکم پر مردانہ وار ڈٹا رہتا ہے۔ یہ ہے صبر۔

خلوص کی طاقت کا مطلب یہ ہے کہ اسے یقین محکم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے اس میں جب اخلاص وصداقت موجود ہے تو پھر نہ خوف زیاں ہے اور نہ خدشہ ضیاع اور ان شاء اللہ **لا خوف علیھم ولا ھو یحزنون ٥** کا معاملہ اربابِ صدق وصفا کے لیے ہر وادی اور ہر گوشہ کار میں کارفرما رہا ہے شاہانِ عالم کے بنائے ہوئے محل مٹ گئے اور قوموں کے آباد کیے ہوئے شہر ویران ہو گئے لیکن اصحابِ اخلاص کا ایک کلمہ حق اور ایک نقشِ صدق بھی لوحِ عالم سے محو نہ ہو سکا۔

اور اصول خودشناسی یہ ہے کہ اسے یقین حاصل ہو جائے کہ وہ ایک طائر بلند پرواز ہے اور اس کی قلبی خودشناسی بیدار ہو جائے اور اس کے اندر کا عرفان جاگ اٹھے اور اسے معلوم ہو کہ اس کی چھپی ہوئی حقیقت کیا ہے، تو پھر چشم زدن کے اندر سارا انقلاب حال انجام پا جاتا ہے اور ایک ہی جست میں حضیضِ خاک سے اڑ کر رفعتِ افلاک تک پہونچ جاتا ہے اور فلسفۂ حیات یہ ہے کہ اسے حصولِ مقصد میں تکالیف پہونچیں تو وہ یہ سمجھے کہ یہ دنیا ایک میدان کارزار ہے اور جس چیز کو عمل کہا جاتا ہے در اصل یہ ایک حریفانہ کشمکش اور مقابلہ ہے۔ پس جس طرح جنگ میں رہنے والے سپاہیوں کو فتح وشکست سے چارہ نہیں، وہ کبھی کرتے ہیں اور کبھی خود زخمی ہوتے ہیں۔ اسی طرح دنیا میں جو مخلوق بھی بستی ہے اسے کامیابی وناکامی فیروزمندی ونامرادی سے چارہ نہیں۔ کیا ضروری ہے کہ ہمیشہ ہماری ہی تلوار اور دشمن کی گردن ہو کیوں نہ ہم اپنے سر وسینے میں بھی زخم کے نشان پائیں ؎:

فتح وشکست نصیبوں سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

پس انسان کا فرض سعی وتدبیر ہے اور جب تک اس دنیا کی سطح پر باقی ہے انسان کو سعی وکوشش سے باز نہیں آنا چاہیے۔ کیا معلوم کہ کب دروازۂ رحمت کھلنے والا ہے اور کب بارش ہونے والی ہے۔ انسان کی طرف سے جستجوئے صادق درکار ہے ورنہ اس کے حریمِ محبت کا دروازہ ہمیشہ سے بے حجاب ہے۔ اس کے کاشانۂ وصال کے بابِ عشق نواز پر کوئی پاسبان ہی نہیں ؎

ہر چہ ہست از قامتِ ناساز ما است
ورنہ تشریف تو بر بالائے کس دشوار نیست

اور پھر یہ غم واندوہ تو ہوتا ہی اس لیے ہے کہ مصیبت کی حس اور سعی واستعداد کی قوت پیدا ہو۔ ورنہ فقط آنسو بہا کر تو کسی سپاہی نے آج تک میدانِ جنگ فتح نہیں کیا۔

لہذا ایمان دار آدمی کا صرف ایک کام ہے کہ فرض ادا کرتا ہوا جان دے دے یا مصائب و موانع زیادہ ہوں تو بقول مولانا عبید اللہ سندھیؒ: "مارچ ٹاتم" کرے۔ پھر جب بڑھنے کا موقع ملے تو فوراً قدم آگے بڑھائے اصول سے پیچھے ہٹ جانا اور ایمان سے انکار کرنا کفر ہے لہذا اہل اجتماع کا فرض ہے کہ جب وہ اپنے کو پھسلتا ہوا یا کمزور پائیں تو اسے سہارا دے کر گرنے سے روکیں۔ اسے قرآن نے توصیہ بالصبر کے لفظوں سے اجتماعی انقلاب کا ناقابل تردید اصل قرار دیا ہے ——

ابو الاصف ربانی

اسلام میں غربا کے حقوق

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولٰکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتاب والنبیین ط واٰتی المال علیٰ حبہٖ ذوی القربیٰ ویتٰمیٰ والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب ط واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ج الاٰیۃ۔

ترجمہ

سارا کمال اس میں نہیں کہ تم اپنا مُنہ مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف کرلو، لیکن اصل کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر اور سب پیمبروں پر اور اللہ کی محبّت میں مال دیتا ہو اپنے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور غریبوں کو اور مسافروں کو اور لاچاری میں سوال کرنے والوں کو اور قیدیوں اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں خرچ کرتا ہو اور نماز قائم کرتا ہو اور زکوٰۃ ادا کرتا ہو۔ اصل کمالات یہ چیزیں ہیں۔

حضرت امام جصاصؒ نے لکھا ہے کہ آیتہ شریفہ میں یہود و نصاریٰ پر رد ہے کہ جب انہوں نے قبلہ کے منسوخ ہونے، یعنی بیت المقدس کی بجائے کعبۃ اللہ کو قبلہ قرار دینے پر اعتراض کیا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نیکی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں ہے۔ بغیر اس کی اطاعت کے مشرق و مغرب کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ محبت میں مال دیتا ہو۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں میں اللہ جل شانہ کی محبت اور خوشنودی کی وجہ سے خرچ کرے۔ نام اور اپنی شہرت وغیرہ حاصل کرنے کی خاطر خرچ نہ کرے۔ اگر اپنی عزت اور شہرت کی خاطر خرچ کرتا ہے تو نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق ہے۔ اپنا مال بھی خرچ کیا اور خدا تعالیٰ کے یہاں بجائے ثواب کے گناہ ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ باری تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتے اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتے (کہ کتنا خرچ کیا) بلکہ تمہارے اعمال اور تمہارے دلوں کی طرف۔ دیکھتے ہیں کہ کس نیّت اور کس ارادے سے خرچ کیا۔

ایک اور حدیث شریف میں حضور صلّی اللہ عَلَیہِ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے کہ مجھے تم پر بہت زیادہ خوف شرکِ اصغر کا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ علَیہِ وسلّم! شرکِ اصغر کیا ہے؟ حُضُورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دکھاوے کیلیے عمل کرنا تو دکھاوے کیلیے عمل کرنے پر اس میں ذخیرۂ احادیث میں تنبیہہ کی گئی ہے۔

یہ ترجمہ اس صورت میں ہے کہ آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت میں دینا مراد ہو۔ یعنی جو خرچ کرے اس پر مسرور ہو مغرور نہ ہو۔ اسلام میں دو چیزوں کا ذکر ہے ۱۔ حقوق اللہ ۲۔ حقوق العباد۔

حقوق اللہ میں وہ ساری عبادتیں آگئیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کی جاتی ہیں۔ اور حقوق العباد میں زکوٰۃ اور صدقہ آتا ہے۔ زکوٰۃ اور صدقہ غربا کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق اگر معاف کر دیں تو ہو سکتا ہے، وہ غفورٌ رحیم ہے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

اگر کسی نے حقوق العباد پورے نہ کیے تو: خسر الدنیا والاخرہ دنیا میں اس کو پریشانی پڑے گی، کیونکہ کبھی تو اس کا مال چوری ہو جائے گا اور کبھی اس کا مال مرض اور مقدمے اور ناجائز طریقے سے ضائع ہو جائے گا۔

تو آخرت میں گرفت ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین صدقہ یہ ہے کہ تُو ایسے وقت میں خرچ کرے جب تندرست ہو۔ اپنی زندگی کی اور بہت زمانے تک دنیا میں رہنے کی امید ہو۔ ایسا نہ کر کہ صدقہ کو ٹالتا رہے یہاں تک کہ دم نکلنے لگے اور موت کا وقت قریب آجائے تو کہنے لگے اتنا مال فلاں کو دیا جائے اور اتنا فلانی جگہ دیا جائے۔ کہ اب تو فلاں کا ہو گیا۔ یعنی وارث کا ہو گیا۔ اسی واسطے شریعتِ مطہرہ نے حکم دیا ہے کہ مرتے وقت کا صدقہ صرف ایک تہائی مال میں اثر کر سکتا ہے۔ اگر کوئی اس وقت سارا مال صدقہ کر کے مر جائے تو وارثوں کی بغیر اجازت تہائی سے زیادہ میں اس کی وصیّت

معتبر نہ ہوگی۔

تو اس آیت شریفہ میں یتامیٰ مساکین وغیرہ پر خرچ کرنے کا مستقل طور پر ذکر فرمایا ہے اور آخر آیت زکوٰۃ کو علیحدہ ذکر فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ یہ اخراجات زکوٰۃ کے علاوہ باقی مال میں ہیں۔ جو لوگ حقوق العباد ادا نہیں کرتے ان لوگوں کے بارے میں حضرت ابو درداءؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک کسی اونچے محل سے گر کر ہڈیوں کا چورا چورا ہو جانا دولت مندوں کے پاس بیٹھنے سے اچھا ہے۔

کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ لوگو! مُردوں کی صحبت میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُردوں سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا دولت مند ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جیسے مردے کو دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اسی طرح وہ سرمایہ دار جو اپنے سرمائے کو جمع کرتا ہے غریبوں کے حقوق ادا نہیں کرتا تو قیامت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

اسی طرح پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نے جنت میں دیکھا تو اکثر فقراء و مہاجرین کو آباد پایا اور دوزخ میں دیکھا تو اکثر مال دار چلتے ہوئے نظر آئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے جنت کو اس حالت میں دیکھا کہ اکثر فقراء و مہاجرین اور مسلمان دوڑ دوڑ کر اس میں داخل ہو رہے ہیں اور مال داروں میں سے بجز حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے کوئی نہیں جاتا۔ یہ جلیل القدر صحابی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور وہ دس صحابی جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جنت کی بشارت دی تھی ۱۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ ۲۔ عمر فاروقؓ ۳۔ حضرت عثمانؓ ۴۔ حضرت علیؓ، ۵۔ حضرت طلحہؓ ۶۔ حضرت زبیرؓ ۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ۸۔ حضرت سعد بن وقاصؓ، ۹۔ حضرت سعید بن زیدؓ ۱۰۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح۔

یہ وہ حضرات ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں اسلام کے ہر موڑ پر صف اول میں نظر آتے ہیں، باقی نیکیوں کے علاوہ غرباء کے حقوق اور اپنے اموال کو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے آپنے آپ کو قربان کر دیا۔

لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں حقوق العباد کی کوئی پرواہ نہیں۔ ایک دوسرے کو کھا رہے ہیں۔ اگر آج دولت مند لوگ حقوق العباد کا خیال رکھتے ہوئے راہ راست پر آجائیں تو معاش کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور ہر انسان اطمینان کا سانس لے سکتا ہے۔ وہ غریب جو سارا دن محنت کر کے اس کو امید ہوتی ہے کہ شام کو مجھے مالک میرا اپنا حق ادا کر دے گا۔ لیکن اس غریب کا چہرہ شام کو دیکھا جائے تو مرجھایا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر اس سے دریافت کیا تو وہ کہتا ہے میں نے سارا دن مزدوری کی جب شام ہوتی تو مالک نے مجھے اپنی جگہ سے نکال دیا اور مزدوری تک نہیں دی۔ ایسی مثالیں موجود ہر روز آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مزدور کی مزدوری اسوقت ادا کر دو کہ اس کا پسینہ خشک نہ ہو ——

اظہارِ حقیقت

بجواب

خلافت و ملوکیت

مودودی صاحب کی فتنہ انگیز کتاب "خلافت و ملوکیت" جس میں امت کے شہید اعظم سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کرامؓ پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں ان کے مدلل، محققانہ، اطمینان بخش اور ایمان افروز جوابات جنکے پڑھنے سے بہت سی غلط فہمیاں دُور ہو جاتی ہیں اور بہت سی گمراہیوں سے آدمی محفوظ ہو جاتا ہے —— دشمنان صحابہؓ کے زہر کا تریاق اور مسلک اہلسنت والجماعت کی نصرت و توضیح —— جلد اوّل منظر عام پر آچکی ہے۔

مصنفہ: مولانا محمد اسحاق صدیقی ندوی سابق مہتمم شیخ الحدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ملنے کے پتے: ۱۔ دار الکتب امدادیہ ۳۴۲/۲ عزیز آباد کراچی
۲۔ کتب خانہ شان اسلام اردو بازار لاہور۔

نمایندہ خصوصی

زلزلہ زدہ افراد
اور
جمعیۃ کی امدادی سرگرمیاں

زلزلہ زدہ افراد کی امداد و اعانت کے سلسلے میں جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنماؤں کی اپیل پر جمعیۃ کے کارکنوں نے ملک گیر سطح پر جس سرگرمی اور ایثار کا مظاہرہ کیا وہ لائق صد تحسین و آفریں ہے۔ ملک کے مختلف شہروں سے جمعیت کے بیشتر خود امدادی سامان اور نقد رقوم لے کر اپنے آفت رسیدہ بھائیوں کی امداد کے لیے زلزلہ زدہ علاقہ میں پہونچے اور مستحقین میں سامان و نقد رقم تقسیم کیں۔ لاکھوں روپے نقد اور ضروریات کا سامان مجموعی طور پر زلزلہ زدہ افراد میں تقسیم ہوا

سب سے پہلے حضرت امیر مرکزیہ مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی نے تقریباً ایک لاکھ روپیہ نقد اور دیگر سامان کراچی سے پہلی کھیپ کے طور پر روانہ کیا۔ اس کے بعد دوسری مرتبہ کراچی جمعیۃ کی طرف سے تقریباً اتنی ہی مالیت کا سامان زلزلہ زدہ افراد کے لیے روانہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ ملتان، سرگودھا، لائل پور، گوجرانوالہ لاہور اور پشاور سے ہزاروں کی مالیت کا سامان تقسیم کیا گیا اور جمعیۃ علماء اسلام کے وفود موقع پر پہونچے۔

قائدِ جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب نے پاؤں میں زخم کے باوجود براہ راست زلزلہ زدہ افراد سے مل کر حالات کا جائزہ لیا اور خود اپنے ہاتھ سے ضروری سامان اور نقد رقوم تقسیم فرمائیں۔

لاہور جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے جو وفد زلزلہ زدہ افراد کی امداد کے لیے گیا اس کی تفصیلی رپورٹ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

حسب ارشاد قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ صوبہ پنجاب نے تقریباً اسی ہزار روپے کی مالیت کا سامان دے کر شیرانوالہ لاہور سے مولانا محمد ابراہیم اور مولانا احسان اللہ فاروقی کو پشاور کے لیے روانہ کیا۔ راستہ میں گوجرانوالہ سے مولانا زاہد الراشدی نے نئے کپڑوں پر مشتمل ایک بنڈل وفد کے حوالے کیا۔ نماز ظہر گوجرانوالہ میں ادا کی اور تقریباً دس بجے رات یہ وفد پشاور دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں پہونچا۔ دفتر میں جمعیۃ کے اراکین و رہنما پہلے سے جمع تھے وفد کو بڑی گرمجوشی سے خوش آمدید کہا گیا۔

محترم خواجہ عبد الغفور صاحب سالار جمعیۃ صوبہ پنجاب ملتان سے، جناب مستری محمد رمضان صاحب کوٹ ادو سے، مولانا جلال الدین صاحب بصیرہ ضلع سرگودھا سے، اور جمعیۃ طلباء اسلام کے دو سرگرم نوجوان بھی اسی مقصد کے لیے آئے ہوئے تھے۔ یہ لوگ ہزاروں روپے نقد، کپڑے، لحاف اور دیگر ضروری سامان لے کر آئے تھے۔ رات پشاور میں گذارنے کے بعد مولانا محمد ابراہیم صاحب مولانا احسان اللہ فاروقی۔ خواجہ عبد الرؤف صاحب اور مستری محمد رمضان صاحب علی الصبح پشاور سے ہنگورہ پہونچے جہاں جمعیۃ کے رہنما و اراکین جمع تھے۔ حاجی عبد الستار صاحب اور سُلطان یوسف صاحب نے بتایا کہ قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب پروگرام کے مطابق زلزلہ زدہ علاقے کا دورہ اور امدادی رقوم و ضروری سامان پٹن، بشام اور جلال وغیرہ میں تقسیم فرما کر واپس ہنگورہ تشریف لا رہے ہیں۔ وفد حضرت مفتی صاحب کا انتظار کرنے لگا تاکہ حضرت سے اس سلسلے میں ضروری ہدایات حاصل کی جا سکیں۔ حضرت قائد محترم عشاء کے وقت ہنگورہ تشریف لائے۔ آپ نے مولانا عزیز الرحمن صاحب امیر جمعیۃ ضلع سوات کو وفد کا امیر مقرر فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ زلزلہ زدہ افراد نے جو کمیٹیاں قائم کی ہیں امدادی سامان بقدر ضرورت ان کے حوالے کیا جائے۔

حضرت قائد جمعیۃ اور مولانا ایوب جان بنوری نے جو رقم اپنے ہاتھوں سے تقسیم فرمائی اس کی تفصیل یہ ہے: پٹن میں چھ ہزار روپے پالس میں دو ہزار روپے۔ جلال میں دو ہزار روپے دبیر دانمال میں چار ہزار روپے۔ ہنگورہ میں پندرہ سو روپے اور بشام ہسپتال میں بارہ سو روپے دیتے گئے۔

حضرت مفتی صاحب نے زلزلہ زدہ علاقوں میں جو تقریریں فرمائیں عوام ان سے بہت متاثر ہوئے۔ یہاں کی اکثریت جمعیۃ علماء اسلام سے وابستہ ہے۔ مفتی صاحب کی آمد پر نہایت

ہی جوش و خروش کا اظہار کیا گیا۔ حضرت مفتی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ آپ نے اللہ کی رضا کے لیے کام کرنا ہے دنیاوی وجاہت و نام و نمود کا شائبہ تک نہ ہو۔

اس کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن کی امارت میں ہنگورہ سے بشام کی طرف روانہ ہوا اور آٹھ بجے رات بشام پہونچ گیا۔ یہاں پر جمعیۃ کے رہنما مولانا صمدانی اور مولانا عبدالحنان نے وفد کو خوش آمدید کہا۔ مولانا عزیز الرحمٰن نے مولانا ابراہیم اور مولانا احسان اللہ فاروقی سے فرمایا کہ سامان کو چند حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ترتیب سے رکھ دیا جائے۔ اس میں سے کچھ سامان پالس درہ کوہستان وغیرہ کے لیے بشام کیمپ میں رکھا گیا۔ باقی سامان لے کر وفد دبیر، انہال، جہلال اور پتن کے لیے روانہ ہو گیا۔

وہاں کے علماء پر مشتمل کمیٹی سے رابطہ قائم مختلف اشیا کے سولہ بنڈل روانہ کئے گئے پتن میں مولانا محب اللہ نے بتایا کہ یہاں کے جمعیۃ کی امداد کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور جمعیۃ سے بہت خوش ہیں۔ مولانا عزیز الرحمان اور مولانا محمد ابراہیم نے علماء کی کمیٹی کے حوالے یہاں اکیس بنڈل کیے۔

مولانا سے دریافت کیا گیا کہ حکومت کے پروپیگنڈے کے مطابق چار پانچ ہزار لوگ مرے ہیں ؟ آپ نے فرمایا چار پانچ سو آدمی ہلاک ہوئے ہیں۔ زیادہ نقصا جانوروں اور مکانوں کا ہوا ہے۔ جانی نقصان کم اور مالی زیادہ ہوا ہے۔ پالس کی جامع مسجد بھی گری ہے۔

تمام دشوار گذار راستے طے کر کے مقامی علماء اور با اعتماد آدمیوں کے ذریعہ سامان ہزاروں افراد تک پہونچایا گیا۔ اس بات کا خیال رکھا گیا کہ کسی غیر مستحق کو سامان جانے نہ پلتے۔ تمام علاقے کا دورہ کرنے کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن ہنگورہ واپس آ گئے۔ مولانا

باقی ص۱۲ پر

سیّد شمس الدّین شہیدؒ نمبر

نظام شریعت کانفرنس سے قبل

ادارہ ترجمانِ اسلام شہیدِ اسلام فخرِ ملّت مولانا شمس الدّین شہیدؒ کی تابناک زندگی پر سیّد شمس الدّین شہیدؒ نمبر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

۱۴ مارچ ۷۵ء کا شمارہ ملت اسلامیہ کے اس عظیم فرزند اور اسلام کے بے باک مجاہد کے عظیم کردار اور جلیل القدر کارناموں پر مشتمل ایک تاریخی دستاویز ہو گا جس میں بلوچستان کے اس سیاسی ڈرامے کے پس منظر و تہہ منظر اور سید شمس الدین شہیدؒ کے تاریخ ساز کارہائے جلیلہ پر بالتفصیل روشنی ڈالی جائے گی۔

مضمون نگار حضرات اور شعراءِ کرام زیادہ سے زیادہ پانچ مارچ تک اپنی نگارشات ارسال فرمائیں۔

صفحات ۳۲
قیمت ایک روپیہ

نوٹ
ایجنٹ اور خریدار حضرات مطلوبہ تعداد سے قبل از وقت آگاہ کریں۔

شہر شہر سے — **قمر ہاشمی**

امیر مرکزیہ حضرت درخواستی مدظلہٗ

اور

حضرت دین پوری مدظلہٗ کے لیے دعاء صحت کی درخواست

امیر مرکزیہ حافظ الحدیث

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی گذشتہ دو ہفتوں سے بغرض علاج ملتان میں محترم غلام محمد عباسی کے مکان پر قیام فرما ہیں۔ حضرت مدظلہٗ کے ہاتھ میں کافی دنوں سے پھوڑا تھا جو بعد میں بڑھتا گیا۔ اب اس کا اپریشن کرایا گیا ہے۔ حضرت کی حالت اب پہلے کی نسبت ٹھیک ہے۔ تمام جماعتی احباب سے حضرت مدظلہٗ کی صحت کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

حضرت شیخ طریقت مولانا عبدالباری صاحب دین پوری بھی ایک عرصہ سے صاحبِ فراش ہیں۔ ان دنوں حضرت کی طبیعت کافی ناساز ہے۔ حضرت کے تمام متعلقین و متوسلین اور جماعتی احباب حضرت کی صحت کاملہ عاجلہ کے لیے دعا فرمائیں۔

مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کا خطاب اور قراردادیں

گذشتہ جمعہ کلاچی میں جمعہ کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوتے مولانا قاضی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ:

"آج پوری دنیا میں خوف و ہراس اور بدامنی کا دور دورہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ تھا کہ وہ اسلام کے زریں اصولوں کی صدقِ دل سے پیروی کرتے اور اخوت، یگانگت اور محبت کے ثبوت دیتے، لیکن مسلمان دن بدن اسلام کی راہ سے ہٹ کر غلط راہوں پر گامزن ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف برسراقتدار طبقہ من مانی کارروائیوں کے ذریعہ اسلام کے راستے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ تقریر کے بعد اس عظیم الشان اجتماع میں چند قراردادیں پاس کی گئیں۔

۱۔ حیات محمد شیرپاؤ کے اصل قاتلوں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہونچایا جائے۔

۲۔ مولانا شمس الدین، ڈاکٹر نذیر احمد صاحب، خواجہ رفیق، عبدالصمد اچکزئی اور نواب محمد احمد خان کے قاتلوں کا فوراً سراغ لگایا جاتے۔ اگر حکومت اس سلسلے میں کوشش کرتی تو یہ اندوہناک سانحہ پیش نہ آتا۔

۳۔ جمعیۃ علماء اسلام پشاور کے دفتر پر جن غنڈوں نے حملہ کر کے قرآن کریم کی بے حرمتی کی ہے انہیں سخت سزا دیکر مسلمانوں میں بڑھتے ہوتے اضطراب کو روکا جاتے۔

کارروائی مجلسِ شوریٰ

تحصیل ٹھل نو

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام تحصیل ٹھل نو کی مجلس شوریٰ کا اجلاس جیکب آباد جمعیۃ کے امیر مولانا دہنی بخش کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تحصیل کے تمام اراکین نے شرکت کی۔ مندرجہ ذیل امور اتفاق رائے سے طے ہوئے:

۱۔ جمعیۃ کے کام کو تیز کرنے کے لیے مولانا صلاح الدین کو ضلع جیکب آباد کا مُبلّغِ جمعیۃ مقرر کیا گیا۔

۲۔ فراہمی فنڈ کے سلسلے میں مختلف شاخوں پر درج ذیل رقم مقرر کی گئی:
گوٹھ سید احمد شاہ صاحب ۱۵۰۰ روپے سالانہ، گوٹھ چوک شاخ پر ۷۰۰ روپے سالانہ، گوٹھ دلیل پور شاخ پر ۵۰۰ روپے سالانہ، گوٹھ ٹھیڑالی شاخ پر ۲۰۰ روپے سالانہ، گوٹھ باہو شاخ پر ۲۰ روپے ماہانہ، شہر ٹھل کا فیصلہ آیندہ اجلاس میں ہوگا۔

۳۔ جمعیۃ کی پالیسی کے خلاف کام کرنے والے صاحبان تحریری معافی کے بعد اگر جمعیۃ میں آنا چاہیں تو انہیں آیندہ جمعیۃ کے دستور کے مطابق کام کرنا ہوگا۔

۴ مولانا خدابخش صاحب خطیب جامع مسجد تحصیل ٹھل نو نے اعلان کیا کہ میں جمعیت کے ساتھ ہوں اور مرتے دم تک جمعیت کے ساتھ رہوں گا

قراردادیں

حکومت سے مطالبہ کیا کہ مولانا شمس الدین

شہید، ڈاکٹر نذیر احمد، خواجہ رفیق، عبدالصمد اچکزئی، نواب محمد احمد خاں اور حیات محمد کے قاتلوں کا سراغ لگاکر انہیں سخت سزا دے۔

نیشنل عوامی پارٹی کے رہنماؤں کو رہا کر کے انہیں صفائی کا موقع فراہم کیا جائے۔

صوباتی حکومت سندھ سے مطالبہ کیا گیا کہ صوبہ میں بڑھتی ہوئی تشویش ناک بدامنی کا انسداد کیا جائے۔

مُتحدہ جمہوری محاذ مردان

متحدہ جمہوری محاذ مردان کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت مولانا لطف الرحمٰن صاحب منعقد ہُوا۔ دیگر امور کے علاوہ ملکی حالات کے سلسلے میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں:۔ (۱) محاذ کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ جن غنڈہ عناصر نے شیرپاؤ کے احتجاجی جلوس کے نام سے جمعیۃ علماء اسلام جماعت اسلامی، نیشنل عوامی پارٹی، تحریک استقلال، جمعیۃ طلباء اسلام اور اسلامی جمعیت طلبہ کے دفتروں کو نقصان پہونچایا، اثاثہ جلایا اور جمعیت علماء اسلام کے دفتر سے قرآن کریم کی بے حُرمتی کی انہیں فوراً کیفر کردار تک پہونچایا جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودھا کے رہنماؤں کا تحصیل خوشاب کا کامیاب دورہ

سرگودھا: گذشتہ روز جمعیۃ عُلماء اسلام کا ایک وفد جس کی قیادت جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے نائب امیر مولانا قاری عبدالسمیع کر رہے تھے۔ جس کے دُوسرے اراکین مولانا مولابخش امیر ضلع، مولانا صالح محمد امیر شہر مولانا جلال الدین ناظم اعلیٰ ضلع، مولانا محمد اسماعیل امیر خوشاب، مولانا عبدالکریم آف شاہ پور، ملک آفتاب احمد شیخ محمد عمر تھے۔

تحصیل خوشاب کے مندرجہ ذیل شہروں کا کامیاب دورہ کیا۔ ہر مقامات پر عوام نے وفد کو خوش آمدید کہا۔ خوشاب شہر، جوہر آباد ہڈالی، نارٹی، مٹھہ ٹوانہ، قائد آباد، اترا، آدھی کوٹ روڈہ۔

جمعیۃ کے زعماء نے اپنی تقاریر میں ملک کی موجودہ سیاسی صورت حال کو ابتر قرار دیا اور کہا کہ موجودہ حکومت ناکام ہو چکی ہے۔ اسی حکومت میں مولانا شمس الدین، ڈاکٹر نذیر خواجہ رفیق، عبدالصمد اچکزئی شہید کیے گئے لیکن آج تک ان کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ ہم شیرپاؤ کے قتل کی آڑ میں سیاسی مخالفین کی گرفتاریوں اور جمعیۃ علماء اسلام پشاور کے دفتر سے قرآن کریم کی بے حرمتی کی مذمت کرتے ہیں۔ اور مطالبہ کرتے ہیں کہ پُورے ملک سے دفعہ ۱۴۴ ہٹائی جائے۔ نیشنل عوامی پارٹی پر پابندی ختم کی جائے۔ ولی خان سمیت تمام سیاسی رہنماؤں کو فی الفور رہا کیا جائے۔ گرانی ختم کرنے کا موثر اقدام کیا جائے۔

مقررین نے عوام سے اپیل کی کہ وہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ مارچ ۱۹۷۵ء کو لاہور میں نظام شریعت کانفرنس میں زیادہ سے زیادہ شمولیت کریں۔ وفد کا آئندہ دورہ تحصیل شاہ پور تحصیل سرگودھا اور تحصیل بھلوال کا ہوگا۔

جمعیۃ علماء اسلام لاہور کی سرگرمیاں

لاھور جمعیۃ کی شاخ نے تنظیم اور نظام شریعت کانفرنس مجوّزہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ مارچ کی خاطر عوام میں شعور اور بیداری پیدا کرنے کے لیے مہم شروع کی ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں لاہور شہر کو تیرہ حلقوں میں تقسیم کیا ہے۔ حلقہ نمبر ۱ اندرون شہر، حلقہ نمبر۲۔ لنڈہ بازار، گوالمنڈی، بیڈن روڈ، قلعہ گوجر سنگھ۔ حلقہ نمبر۳۔ انارکلی، کرشن نگر، راجگڑھ ٹمپل روڈ۔ حلقہ نمبر۴۔ سمن آباد، بکرمنڈی، شاہ نور نواں کوٹ۔ حلقہ نمبر۵۔ اچھرہ، رحمان پورہ شاہ جمال وغیرہ۔ حلقہ نمبر۶۔ موہنی روڈ، قلعہ لچھمن سنگھ، کریم پارک، بلال گنج وغیرہ حلقہ نمبر۷ شاہدرہ وغیرہ۔ حلقہ نمبر۸۔ بادامی باغ فیض باغ، مصری شاہ وغیرہ حلقہ نمبر۹ بلغبانپورہ کوٹ خواجہ سعید، باٹاپور۔ حلقہ نمبر۱۰ دھرم پورہ گڑھی شاہو، چھاؤنی، صدر بازار۔ حلقہ نمبر۱۱۔ گلبرگ۔ حلقہ نمبر۱۲۔ ماڈل ٹاؤن، ٹاؤن شپ وغیرہ۔ حلقہ نمبر۱۳۔ قینچی امرسدھو، والٹن، آر۔اے بازار۔ ان میں سے ہر ایک حلقہ میں بالترتیب مندرجہ ذیل کنوینر نامزد کیے ہیں اور انہیں ہدایت کی ہے کہ اپنے اپنے حلقوں میں عوام سے رابطہ قائم کر کے جلد جلد انتخاب کرواکر مرکزی دفتر چوک رنگ محل میں اطلاع دیں۔

اسماء گرامی کنوینر حضرات

۱۔ عبدالمالک صاحب
۲۔ مولانا عبدالرشید صاحب
۳۔ جناب ارشاد احمد صاحب
۴۔ جناب قاری شہاب الدین صاحب
۵۔ مولانا شاہ محمد صاحب
۶۔ جناب عبداللہ خان صاحب
۷۔ جناب مولانا عبدالغفور صاحب
۸۔ جناب ذوالقرنین صاحب
۹۔ جناب نذیر احمد صاحب سیال
۱۰۔ جناب مولانا ابراہیم صاحب۔
۱۱۔ اس حلقے میں ابھی تک کوئی کنوینر نامزد نہیں کیا گیا۔
۱۲۔ جناب قاری یعقوب صاحب
۱۳۔ جناب مولانا احسان اللہ صاحب فاروقی۔

نوٹ

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

محمد فاروق قریشی

طلباء کی سرگرمیاں

ملتان یونیورسٹی کا نام "ابن قاسم یونیورسٹی" رکھا جائے!

جمعیۃ طلباء اسلام ملتان کا مطالبہ

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے راہنما جناب امیر حمزہ رہا ہو گئے،

جمعیۃ طلبا اسلام ملتان شہر کا ہفتہ وار اجلاس ۱۷ فروری کو مقامی دفتر میں منعقد ہوا۔ جس میں تمام کالجوں کے طلبائ نے کثرت سے شرکت کی۔ اجلاس میں طلبائ کو درپیش مشکلات کا جائزہ لیا گیا۔ اور پھر مطالبات کی صورت میں وفاقی وزیر تعلیم جناب عبدالحفیظ پیرزادہ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود صاحب صوبائی وزیر تعلیم جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف جناب علامہ رحمت اللہ ارشد اور ایوانِ بالا میں سینیٹر محمد زمان خان اچکزئی کے نام علیحدہ علیحدہ ارسال کیے گئے۔ مطالبات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ملتان یونیورسٹی کا نام اسلام کے عظیم سپوت محمد بن قاسم کے نام پر "ابن قاسم یونیورسٹی" رکھا گیا۔

۲۔ ملک میں یکساں نظام تعلیم اور قوانین و ضوابط نافذ کیے جائیں۔

۳۔ پنجاب ٹیکنیکل اداروں اور میڈیکل کالجوں میں صوبہ سندھ کی طرح فرسٹ ڈویژن طلبائ کو داخلہ دیا جائے۔ نیز گورنر اور فوجیوں کا خصوصی کوٹہ ختم کیا جائے۔

۴۔ طلبار کے قیمتی وقت اور کیریئر کو بچانے کے لیے وقت مقررہ پر نتائج کا بندوبست کیا جائے۔ نیز میڈیکل کے فرسٹ پروفیشنل اور بی۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی کے امتحانات کے نتائج کا فوراً اعلان کیا جائے۔ (یاد رہے کہ بی۔ اے کے امتحانات کو منعقد ہوئے پانچ ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے صرف SECONDANNUAL اور اگلے سالانہ امتحان کو اکٹھا منعقد کرنے کی خاطر قصداً تاخیر کی جا رہی ہے)

۵۔ سمسٹر سسٹم کے نفاذ سے پہلے اپنے، معاشرتی ماحول کا جائزہ لینے کے بعد ایسا انتظام کیا جائے کہ سمسٹر وقفوں میں طلبار کا وقت ضائع نہ ہو (نتائج کے انتظار میں) اور طلبا کو یہ ضمانت دی جائے کہ وہ اساتذہ کی بدعنوانیوں کا شکار نہ ہونگے کیونکہ ابتدائی اور ثانوی سطح پر یہ عام شکایت ہے اور کالجوں کی سطح پر پنجاب یونیورسٹی کے اس اقدام کی وجوہات پر غور کیا جائے۔ جس کی وجہ سے یونیورسٹی نے بی۔ اے میں ۲۵ نمبر دینے کے اختیارات اساتذہ سے سلب کر لیے تھے۔ خاص طور پر اس طریقہ امتحان کے اس پہلو پر بھی غور کیا جائے کہ آیا اس سے "ٹیوشن سسٹم" کی وبار تو نہ پھیلے گی۔ جو پہلے ہی غریب اور متوسط طلبا۔ اور والدین کے لیے وبالِ جاں سے کم نہیں۔

کنونشن ضلع ساہیوال

جمعیۃ طلبا اسلام پنجاب کے۔ ضلعی کنونشن بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گئے۔ آخری کنونشن ۹ فروری بروز اتوار، جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں منعقد ہوا۔

کنونشن میں مولانا منظور احسن محمودی صوبائی صدر رانا شمشاد علی خاں ناظم عمومی، حافظ محمد طاہر اور ضلع بھر کے طلبار نے شرکت کی۔

پہلی نشست صبح ۹ بجے شروع ہوئی جس میں مندوبین نے اپنے علاقے کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔ بعد ازاں حافظ محمد طاہر رانا شمشاد علی خاں، مولانا منظور احسن محمودی اور مولانا حبیب اللہ صاحب نے طلبار سے خطاب کیا۔

بعد از ظہر ضلعی کارکردگی کو بہتر بنانے اور تنظیمی صورت حال کو منظم کرنے سلسلے میں مختلف تجاویز پر غور خوص ہوا۔

طویل بحث و تمحیص کے بعد ایک کنوینگ باڈی ترتیب دی گئی۔ جس کا کام ضلع ساہیوال میں جماعتی کارکردگی کو موثر بنانے اور وسیع ہوگا تاوقتیکہ ضلعی سطح پر نئے انتخابات ہوں۔

کنوینگ باڈی براہ راست صوبائی صدر کے تحت کام کرے گی۔ اور وقتاً فوقتاً صوبائی صدر سے مشورہ طلب کرتی رہیگی۔ اور حالات سے باخبر کرتی رہیگی۔ کنوینگ باڈی کے اراکین درج ذیل ہیں۔

۱۔ جناب محمد صفدر چوہدری ——— کنوینر

ڈر یونین گورنمنٹ کالج چیچہ وطنی

۲۔ جناب حافظ محمد طارق

جامعہ رشیدیہ ساہیوال

ٹیلیفون نمبر ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

۳۔ جناب محمد عبداللہ مجاہد
جنرل سیکرٹری یونین اسلامیہ کالج عارفوالہ

۴۔ جناب افتخار شاہد
گورنمنٹ ڈگری کالج اوکاڑہ

۵۔ جناب امجد علی شاکر ـــــ بصیر پور

۶۔ جناب شمس الفاروق

ـــــ فرید ٹاؤن ساہیوال

ارکانِ کمیٹی فروری کے آخری عشرے میں، ضلع کا دورہ کریں گے۔

اجلاس کے اختتام پر صوبائی صدر کی قیادت میں حافظ محمد طاہر، محمد صفدر چوہدری، امجد علی شاکر اور افتخار شاہد پر مشتمل ایک وفد قائد طلباء جناب محمد اسلوب قریشی صاحب (جو حال میں زیارت حرمین شریفین سے واپس آئے ہیں) ملاقات کرنے مرکزی دفتر لاہور روانہ ہو گیا۔

انتخاب
گورنمنٹ کالج علی پور

صدر: ـــــ خان عبدالرشید لنگاہ

نائب صدر: ـــــ لطیف اللہ شاد

ناظم عمومی: ـــــ ملک حضور بخش نسیم

ناظم نشریات: ـــــ ملک محمد قاسم وارن

ناظم مالیات: ـــــ ظفر علی لنگاہ

امیر حمزہ کی رہائی

جمعیۃ طلباء اسلام ٹھیڑی ضلع خیر پور کے کنوینر جناب امیر حمزہ جو گوٹھ خدا بخش بھٹو میں جامع مسجد کی شہادت پر احتجاج کرنے پر مولانا غلام قادر کے ہمراہ گرفتار ہو گئے تھے گذشتہ ہفتہ رہا ہو گئے ـــــ اس موقعہ پر جمعیۃ طلباء اسلام سکھر نے ان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا جس کی صدارت جمعیۃ علماء اسلام سکھر کے ناظم عمومی

مولانا مفتی محمد مراد صاحب نے کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب محمد اسلم صاحب نے کہا کہ جمعیۃ طلباء اسلام ہی وہ جماعت ہے جو باطل کے سامنے سینہ سپر ہو سکتی ہے۔ تحریک بحالی جمہوریت ہو یا حفاظت ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم شعائر اللہ کی حفاظت کا مرحلہ ہو یا عظمتِ صحابہؓ کا مسئلہ ہر میدان میں جمعیۃ طلباء اسلام صفِ اول میں نظر آتی ہے۔ ان کے بعد گورنمنٹ ڈگری کالج شکارپور کی سٹوڈنٹس یونین کے سیکرٹری جنرل جناب محمد ابوبکر صاحب نے کہا کہ ہم حکم خداوندی کے مطابق باطل کا اس وقت تک مقابلہ کرتے رہیں گے جب تک کہ وہ ختم نہیں ہو جاتا۔

بعد ازاں مہمان خصوصی جناب امیر حمزہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شعائر اللہ کی حفاظت کے جرم میں ہم تو کیا دار پر لٹکنے کو تیار ہیں۔ آخر میں صاحب صدر نے جمعیۃ طلباء اسلام کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے جمعیۃ کے کارناموں کو سراہا۔ ازاں بعد قاری منظور الٰہی صاحب کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

کراچی جمعیۃ کی ورکنگ کمیٹی
کا قیام

جمعیۃ طلباء اسلام کراچی ڈویژن کا اہم اجلاس بصدارت محمد احمد نجمی مقامی دفتر میں منعقد ہوا۔ جس میں کراچی ڈویژن کی تنظیمی صورت حال کا بغور جائزہ لیا گیا۔ جماعتی کارکردگی کو بہتر بنانے مختلف تعلیمی اداروں میں یونٹس قائم کرنے کے لیے ایک ورکنگ کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا

۱۔ جناب ایچ ۔ ایچ قریشی ـــــ کنوینر

۲۔ جناب عطاءاللہ شہباز

۳۔ جناب محمد رفیق صاحب

۴۔ جناب ایم ۔ جے خان

کمیٹی کے اراکین عنقریب حلقہ مضافات لیاری، بلدیہ ٹاؤن اور سوسائٹی کا دورہ کریں گے

اجلاس کے آخر میں درج ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں۔

۱۔ ہم وفاقی وزیر تعلیم کے اس بیان کو کہ "سید شمس الدین شہید کا قتل سیاسی نہیں تھا" کو مضحکہ خیز قرار دیتے ہیں۔ اور ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ سید شمس الدین شہید کو سیاسی وجوہ پر شہید کیا گیا۔ تاکہ بلوچستان میں آمریت کی راہ ہموار ہو سکے۔

۲۔ جمعیۃ کراچی کا یہ اجتماع نیپ پر پابندی اس کے راہنماؤں کی گرفتاری اور شیرپاؤ کے قتل کی آڑ میں پشاور میں، جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ طلباء اسلام، تحریکِ استقلال اور دیگر سیاسی جماعتوں کے دفاتر کو نذرِ آتش کرنے پر غم و غصّہ کا اظہار کرتا ہے۔

اور حزب اختلاف کو قومی اسمبلی، سینٹ اور پنجاب اسمبلی کا بائیکاٹ کرنے پر مستحسن نظروں سے دیکھتا ہے۔

ـــــ جھاوریاں ـــــ

جمعیۃ طلباء اسلام جھاوریاں کا اجلاس ۱۴ر فروری کو منعقد ہوا جس میں شیرپاؤ کے بہیمانہ قتل کی مذمت کی گئی، اور کہا گیا کہ اگر حکومت سید شمس الدین شہیدؒ، خواجہ محمد رفیق، ڈاکٹر نذیر عبدالصمد اچکزئی اور نواب محمد احمد خاں کے قاتلوں کو بے نقاب کر کے قرار واقعی سزائیں دیتی تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ لیکن حکومت نے آج تک اس غلط سلسلہ کی روک تھام کیلئے کوئی قدم نہیں اٹھایا اور آج جب کہ ایک وزیر قتل ہوا تو حکومت نے غیض و غضب کے مختلف طریقے اختیار کیے۔